

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

عرفانِ اولیاء

تاجدارِ اہلسنت حضورِ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص و تحشیہ

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ پورہ۔ حیدرآباد۔ اے پی)

﴿ به نگاہ کرم تاجدار اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین امام المکملین
شہزادہ حضور غوث الثقلین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : عرفانِ اولیاء

تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ
ملک التحریر علامہ مولانا محمد کبیری انصاری اشرفی

نوٹ: کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے (☆☆☆☆☆) ملیں

سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح و اضافت ہے

تصحیح و نظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (دکن)

اشاعت اول : دسمبر ۲۰۰۵ تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)

قیمت: 20 روپے

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصانیف

روحانی وظائف: مجرب قرآنی وظائف اور دُعاؤں کا روحانی خزانہ..... زندگی کے اہم ترین

مسائل اور پریشانیوں کا حل..... جاہل اور نیونچوڑے عالموں سے نجات..... جسمانی و روحانی امراض کا توڑ دُعاؤں کی قبولیت؛ مقاصد میں کامیابی اور حصول فیوض کے لئے اکتا ابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

استخارہ (مشکلات سے چھکارہ) آیات حفاظت آیات رزق قرض سے چھکارہ نظر بد کا توڑ قوت حافظہ اور امتحان میں کامیابی میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ خدی اور نافرمان اولاد کا علاج نورانی راتیں (نمازیں اور دعائیں) شادی میں رکاوٹ اور اُس کا علاج آیات شفاء جادو کا قرآنی علاج تھیدہ غوثہ شیطانی وسوسا کا قرآنی علاج فضائل و برکات لاحل و لائقۃ۔

حقیقتِ توحید : اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کو قرآن و حدیث اور علماء اُمت کے

اور شادات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ دلائل تو حیدہ اور شفاعت شان کبریائی اور مصطبہ
سلسلت، ربوبیت عامہ اور خاصہ، صفات الہی، عقیدہ تو حیدہ اور جشن میلاد النبی ﷺ، عبادت اور تعظیم
مصبیٰ ﷺ، عبادت اور استغاثت، وحدت تو حیدہ بشریت و عہدیت ﷺ..... اس کتاب کے موضوعات ہیں

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۸	ولی سے دشمنی رکھنا خدا سے جنگ کرنا ہے	۵	عرفانِ اولیاء
۲۹	ولی پر اعتراض	۵	عظمتِ اولیاء
۳۰	ولی کو آزمانے کی سزا	۵	ولی کا معنی و مفہوم
۳۱	کرامت اور جادو کا مقابلہ	۸	ولی کی پہچان
۳۲	بے ایمانوں کا کوئی ولی (مددگار) نہیں	۱۲	کائنات میں خوف و غم کا ماحول
۳۲	اولیاء کرام خدا کی طاقت کے مظہر ہیں	۱۳	خوف اور غم کا تعلق
۳۶	کراماتِ اولیاء	۱۵	حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ
۴۱	مرتبہ ولایت	۱۶	ولی کو خوف کیوں نہیں؟
۴۱	علماء کرام اور اولیاء عظم	۱۷	کیا ہم خدا سے قریب نہیں؟
۴۲	عالم نزع میں ولی اللہ کی توجہ	۲۰	اللہ کا قرب کس طرح حاصل کریں
۴۵	اولیاء اللہ اور تبلیغ اسلام	۲۱	توبہ و مغفرت کا قانون
۴۶	تصرفِ اولیاء	۲۴	رسول کی مؤمنین سے قربت
۴۷	علومِ اولیاء	۲۵	رسول کے ناکبین
۴۸	اولیاء آنکھوں سے گناہ دھلتے دیکھتے ہیں	۲۸	اولیاء اللہ سے ٹکرانے کا انجام

ہماری عنقریب شائع ہونے والی کتابیں :

- ☆ امام احمد رضا اور عظمتِ سادات
- ☆ عصرِ حاضر کے خوارج
- ☆ اہلسنت کے چار مسلک !
- ☆ ساداتِ دشمنی اور خارجی فتنہ
- ☆ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیادت
- ☆ یزیدی فتنہ کا نیا رُپ
- ☆ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور انعامِ شکست
- ☆ سنیت میں امتشاکِ کجرم کون؟
- ☆ حدیثِ ثقلین کے منکرین
- ☆ سیدنا امام حسین اور یزید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
مَنْ عَلَيْنَا رَبَّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا اَیَّدْهُ بِاَیْدِهِ اَیَّدِنَا بِاَحْسَدَا
اَزْسَلِهِ مُبَشِّرًا اَزْسَلِهِ مُمَجِّدًا صَلُّوْا عَلَیْهِ دَائِمًا صَلُّوْا عَلَیْهِ سَرْمَدًا

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سید پکارے تم ہمارے ہم تمہارے
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہ)

انتباہ انتباہ انتباہ

جس طرح ہر دور میں کچھ بد بختوں نے خدائی کے جھوٹے دعوے کئے اور بعض نا عاقبت اندیش مدعیان نبوت بن بیٹھے، اسی طرح آج کے اس پُرفتن اور مادی دور میں بہت سے مادہ پرست اور طغیانیوں کا جعلی لبادہ اوڑھ کر جبہ و دستار کی ناموس کو تار تار کرنے کے ذریعے ہیں۔ یہ نام نہاد پیروین کے زہن اُیمان کے ڈاکو اُسانیت کے لئے باعثِ تنگ و عار اور شریعت و طریقت کے ماتھے پر کلنگ کا بیگہ ہیں۔ دور حاضر میں ان بہر و پیوں کے چہروں سے نقاب ہٹا نا اور اُن کے کمر و فریب سے آگاہ کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ عوام الناس حق و باطل میں امتیاز قائم کر سکیں اور اُن نفوسِ قدسیہ پاکہ از ان اُمت، صلحائے ملت اور اولیائے کاملین تک رسائی حاصل کر سکیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ سنو! بیٹک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ولایتِ قربِ خداوندی کا ایک خاص مقام ہے۔ قربِ ایزدی محض سنت و شریعت پر عمل کرنے سے ملتا ہے اور شریعت و سنت کی مخالفت کرنے والے ولایت اور قربِ الہی سے اس قدر دور ہیں جس قدر زمین آسمان سے دور بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ۔

دورِ حاضر میں ایسے بہر و پیوں کی کمی نہیں جو فقر و ولایت کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ حقیقت میں ایسے افراد اُیمان کے ڈاکو شریعت کے باغی اور معاشرے کے لئے رستے ہوئے ناسور کی مانند ہیں جن کی بدعتیگی و بے عملی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے خصوصاً نوجوان نسل ان دھوکے باز اور مفاد پرست افراد کی وجہ سے اہل حق ہنگامی خدا سے بھی متنفر اور بیزار معلوم ہوتے ہیں۔ اسلام کا نظریہ تصوف و طریقت اور اس کا اصل مفہوم معلوم کرنے کے لئے کتاب بغور پڑھتے چلے جائیں۔

عرفانِ اولیاء

الحمد لله الذى جعل الافلاك والارضين والصلوة والسلام على من كان نبياً وادم بين الماء والطين وعلى آله واصحابه اجمعين . أما بعدُ فقد قال الله تعالى ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَآخُوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُوْنَ ' لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ﴿ (يونس/ ۶۳) خبردار ہو جاؤ ! یقیناً اولیاء اللہ (اللہ کے دوستوں) کو نہ کوئی خوف ہے نہ رنج و غم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیزگاری کرتے رہے۔ انھیں کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔

دل پہ دلداری کی ہر وقت نظر رہتی ہے اُن کی سرکار میں کچھ بھی نہیں نیت کے سوا نگاہِ مردِ مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں ہمارے دین کی حقانیت کے دونوں شاہد ہیں معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی بارگاہِ رسالت میں درود شریف پیش فرمائیں اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ

عظمتِ اولیاء : ترجمہ سنتے ہی خیال یہ گذر کہ بات اتنی سیدھی سی بتانی تھی اور اتنا چونکا دیا کہ خبردار ہوشیار! افتاہ آگاہ ہو جاؤ ﴿آل﴾۔ اور ﴿إِنَّ﴾ تاکید بھی فرمادی اور ہوشیار بھی کیا گیا کہ یہ ایسی ویسی بات نہیں ہے کہ توجہ ادھر نہ ہو بلکہ پوری توجہ اور پورے ہوش و حواس سے ادھر سننے کے لئے تیار ہو جاؤ اس کے سمجھنے کے لئے پورے طور سے آمادہ ہو جاؤ۔ اور جب اچھی طرح سے متوجہ کیا تو سمجھے کہ کوئی خاص بات سنائی جا رہی ہے کوئی خاص بات ہمارے سامنے پیش کی جائے گی یہ کوئی نہ سمجھ میں آنے والی بات سامنے رکھی جائے گی یا کوئی باریک نکتہ ہمارے سامنے پیش کیا جائے گا جب ہی تو ایسا چونکا دیا گیا ہے جب ہی تو خبردار کیا گیا ہے۔ جب ہم متوجہ ہوئے تو بات اتنی بتلائی گئی کہ اللہ کے اولیاء (دوستوں) کو نہ کوئی خوف ہوتا ہے نہ کوئی رنج و غم ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کے تعلق سے اتنی سی بات بتلانے کے لئے اس قدر چونکانے کی کیا ضرورت تھی؟

﴿☆☆☆☆☆﴾ جس مضمون کے منکرین موجود ہوں یا آئندہ پیدا ہونے والے ہوں اُسے قرآن مجید میں تاکید حروف سے شروع کیا جاتا ہے جیسے قَدْ لَقَدْ اِنَّ وغیرہ۔ پھر جس درجہ کا انکار ہو اُسی درجہ کی تاکید کی جاتی ہے چونکہ مشرکین مکہ اور کفار مکہ سرے سے ولایت کے قائل نہ تھے وہ تو حضور انور ﷺ کی نبوت کے انکاری تھے ولایت کیا مانتے۔ نیز آئندہ خود کلمہ گو مسلمانوں (بد مذہب وہابیوں) میں اولیاء کی ذات کا انکاری کوئی ان کی صفات عالیہ کا کوئی ان کی کرامات کا کوئی اُن کے فیوض و برکات کا کوئی اُن کے علوم کا انکاری تھا اس لئے مضمون کو ذیل تاکید آلا اور اِن سے شروع فرمایا گیا۔

ولی کا معنی و مفہوم :

☆ ولی کے معنی ہے قریب، نزدیک، محب، صدیق اور مددگار۔ (قاموس)

☆ ولایت کے معنی ہے قرب، یہ قرب خواہ جگہ کے اعتبار سے ہو یا نسبت کے لحاظ سے دین کے اعتبار سے ہو یا دوستی کے اعتبار سے اعتقاد کے اعتبار سے ہو یا نصرت اور مدد کے اعتبار سے۔ ولایت کا معنی کسی چیز کا انتظام کرنا بھی آتا ہے۔ (المفردات امام راغب)

☆ ولی یہ قرآنی اصطلاح ہے۔ مطلقاً ولایت کا انکار کفر ہے۔ ولایت قرب خداوندی کا نام ہے ولی وہ ہے جو فرائض و نوافل سے قرب الہی حاصل کرے قرآن کے مطابق ولی وہ ہے جو ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ حدیث کی روشنی میں ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ ولی وہ ہے جس کا ظاہر شریعت سے آراستہ ہو اور باطن طریقت سے مزین ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ولایت دو چیزوں سے ملتی ہے 'ایمان کامل اور اتباع شریعت' سے۔ معلوم ہوا کہ غیر مسلم اور بے ایمان عالموں، بہروپیوں، جاہل صوفیوں اور فقیروں کا ولایت سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ ولی شریعت و سنت کے پابند اور خوف خدا اور عشق مصطفیٰ کے سگم ہوتے ہیں۔

☆ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جس کا چہرہ زرد آئینہ خراور پیٹ بھوکا ہو۔ (روح البیان)

☆ ولی وہ مومن کامل ہے جو عارف باللہ ہوتا ہے دائمی عبادت کرتا ہے ہر قسم کے گناہوں

سے بچتا ہے لذت اور شہوات میں منہمک ہونے سے گریز کرتا ہے۔ (شرح المقاصد)
 ☆ ولی سے مراد ہر وہ شخص ہے جو عالم باللہ ہو اور اخلاص کے ساتھ دائمی عبادت کرتا ہو
 (فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی)

☆ صوفیاء کرام کی اصطلاح میں 'ولی' اس کو کہتے ہیں جس کا دل ذکر الہی میں مستغرق رہے۔
 شب و روز وہ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو۔ اس کا دل محبت الہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں
 گنجائش تک نہ ہو۔ وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو
 اللہ تعالیٰ کے لئے۔ یہی وہ مقام ہے جسے 'فناء فی اللہ' کا مقام کہتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)
 ☆ سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم کسی کو ہوا میں اُڑتا ہو یا دیکھو لیکن وہ
 شریعت کا پابند نہ ہو تو وہ استدراج ہے ولایت نہیں۔

☆ علمائے متکلمین کے نزدیک ولی وہ ہے جس کا عقیدہ درست اور اعمال شریعت کے
 مطابق ہوں۔ (تفسیر کبیر، امام رازی علیہ الرحمہ)

ولی کی شان یہ ہے کہ جس کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ بعض لوگ خلاف شرع کام کرتے ہیں
 مثلاً نماز نہیں پڑھتے یا ڈاڑھی منڈاتے ہیں، غیر عورتوں کے ساتھ بے پردہ رہتے ہیں اور لوگ
 انھیں ولی سمجھتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ اسلامی شریعت کے خلاف کام کرنے والا ہرگز ولی نہیں
 ہو سکتا۔ سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ وہ کبھی شریعت کا مقابلہ نہیں کرے گا جیسے کہ اگر اس
 سے نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے تو وہ انکار نہیں کرے گا۔ (ملفوظات امام احمد رضا خان بریلوی)
 ☆ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے انھیں اولیاء اللہ کہتے ہیں جو صاحب
 ایمان اور متقی ہو، اللہ اور رسول کی محبت کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کی
 عبادت زیادہ کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہوتا ہے اسی کو ولی
 کہتے ہیں۔ ایمان و پرہیزگاری سخت ضروری ہیں لہذا کوئی بد مذہب ہندو، عیسائی، قادیانی،
 رافضی، خارجی، غیر مقلد اہلحدیث اور وہابی کتنی ہی عبادت کریں ولی نہیں بن سکتے، کیونکہ اُن کے
 پاس ایمان ہی نہیں۔ غور کر لو کہ سوائے اہلسنت و جماعت کے کسی فرقہ میں اولیاء اللہ نہیں
 ہوئے۔ بغداد، اجیر، دہلی، لاہور، کچھوچھو، گلبرگہ، اورنگ آباد..... سب جگہ اہلسنت کا ہی ظہور ہے

☆ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں : اگر کوئی شخص یہی پسرسوں جہا کر اور ہوا میں اڑ کر بھی دکھائے تو اگر اس کا شریعت پر عمل نہیں تو وہ ہرگز اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔

☆ ولی وہ جو فرائض سے قرب الہی میں مشغول رہے اور اطاعت الہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الہی میں مستغرق ہو۔ (تفسیر کبیر)

☆ ولی وہ ہے جس نے نفس و شیطان اور دنیا اور اپنی خواہشات سے منہ موڑ لیا اور اپنے چہرے کو مولیٰ عزوجل کی طرف پھیر دیا اور دنیا و آخرت (دونوں) سے بے رخی کر کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کا طالب نہ ہو۔

☆ ولی وہ ہے جس کے چہرے پر حیا، آنکھوں میں تری، دل میں پاک، زبان پر تعریف، ہاتھ میں بخشش، وعدے میں وفا اور بات میں شفا ہو۔ ☆☆☆☆☆

ولی کی پہچان : حقیقت یہ ہے کہ ولی اللہ کی پہچان بہت مشکل ہے۔ شیخ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ خدا کا پہچانا آسان ہے مگر ولی کی پہچان مشکل۔ کیوں کہ رب تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں مخلوق سے اعلیٰ و بالا ہے اور ہر مخلوق اس پر گواہ۔ مگر ولی شکل و صورت، اعمال و افعال میں بالکل ہماری طرح۔ (روح البیان)

تم اس بات کو معمولی نہ سمجھو اللہ کا سمجھنا آسان ہے ولی کا سمجھنا مشکل ہے۔ آپ کہیں گے ایسا کیوں؟ خدا کی معرفت آسان اور ولی کی معرفت مشکل کیوں؟ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ خدا کی حقیقت و ماہیت کو سمجھنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ نہ ہم اُس کی ذات کی حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں نہ ہم اُس کی صفات کی حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں بالکل صحیح ہے مگر اتنا تو ہم نے سمجھا کہ خدا وہ ہے جو سمجھ میں نہ آئے تو ہم نے سمجھا کہ خدا وہ ہے جو مادہ مادیت سے پاک ہو اتنا تو سمجھا کہ خدا مکان مکانیات سے پاک ہے اور ہم نے سمجھ لیا کہ خدا وہ ہے جو زمانہ زمانیات سے پاک ہے، خدا وہ ہے جو دائرہ علم سے باہر ہو، خدا وہ ہے جو کسی کے بھی سمجھ میں نہ آئے اور خدا کا سب سے زیادہ سمجھنے والا رسول بھی یہ کہے گا **ما عرفناك حق معرفتك** یعنی ہم نے نہ پہچانا جیسا پہچانا چاہتے تھا۔ اب بتائیے کہ رسول سے زیادہ معرفت کون

حاصل کرتا ہے۔ سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے رسول بھی کہہ رہے ہیں کہ
ما عرفناك حق معرفتك اب یہ سمجھ میں آ گیا کہ خدا وہ ہے جو کسی کی معرفت میں نہ
 آ سکے۔ مگر یہ اولیاء کا معاملہ بڑا پیچیدہ ہے۔ اگر یہ بھی دائرہ امکان سے باہر ہوتے اور
 اگر یہ بھی مکان مکانات سے پاک ہوتے، اگر یہ بھی ماوراء فہم و ادراک ہوتے تو میں یہ کہہ
 کر سمجھا دیتا کہ ولی وہ ہے جو زمانہ زمانیات سے پاک ہو، جو مادہ مادیت سے پاک ہے۔
 مگر بڑی مشکل سے ہم اولیاء کو دیکھ رہے ہیں جو اس فرش پر چل رہے ہیں، وہ انہیں
 بازوؤں میں نظر آ رہے ہیں، تمہارے ساتھ جا گتے سوتے ہیں، تمہارے ساتھ چلتے پھرتے
 ہیں، تمہارے ساتھ دوسرے کاموں میں مشغول نظر آ رہے ہیں۔ اب اُن کا سمجھنا بڑا مشکل
 ہو گیا ہے۔ اگر وہ ہماری دُنیا سے الگ ہوتے تو ہم آسانی سے سمجھا دیتے کہ جو ہماری دُنیا
 سے باہر رہتا ہے وہ ولی ہے مگر ہمارے اندر آ کر ہمارے لئے آزمائش بن گئے۔ اب ہم
 کیسے سمجھیں گے کہ یہ اور ہیں اور ہم اور۔ دوستو! اگر ایسا سمجھنا اتنا آسان ہوتا تو لوگ
 اپنی طرح کیوں سمجھتے **اللهم صل على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد كما
 تحب وترضى** بان **تصلى عليه** لہذا ذرا چوکنا ہو جاؤ، لہذا ذرا ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ
 ایسا مضمون نہیں ہے جو تم توجہ نہ کرو اور تم کو سنا دے خبردار ہو جاؤ اللہ کے ولی وہ ہیں جن کو نہ
 کوئی خوف ہے نہ کوئی رنج و غم ہے۔

☆☆☆☆☆﴿

بعض اولیاء فرماتے ہیں کہ ولی کی پہچان یہ ہے کہ دُنیا سے بے پرواہ ہو اور فکر موملی میں
 مشغول ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جو فرائض ادا کرے رب تعالیٰ کی اطاعت میں
 مشغول رہے، اُس کا دل نورِ جلالِ الہی کی معرفت میں غرق ہو، جب دیکھے دلائلِ قدرت
 دیکھے، جب سنے تو اللہ کی باتیں سنے، جب بولے تو اپنے رب کی ثناء کے ساتھ بولے اور جو
 حرکت کرے اطاعتِ الہی میں کرے اللہ کے ذکر سے نہ ٹھکے۔ (خزائن العرفان)

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ (یونس/۶۳) جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

﴿إِنْ أُولِيَاءَ هَ إِلَّا الْمُتَّقُونَ﴾ (الانفال/۳۴) اولیاء تو پرہیزگار (متقی) ہی ہیں۔

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا﴾ (الفرقان/۶۳) اور رحمن کے (خاص) بندے (وہ ہیں) جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا﴾ (الفرقان/۶۴) اور جو اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

لوگوں نے ولی کی علامتیں اپنی طرف سے مقرر کر لی ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ جو کرامتیں دکھائے، مگر یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ عجائبات چار قسم کے ہیں۔ (۱) معجزہ (۲) ارحاص (۳) کرامت (۴) استدراج۔ معجزہ وہ عجیب و غریب کام جو مدعی نبوت (انبیاء) کے ہاتھ پر تصدیق دعویٰ کے لئے صادر ہو جیسے عصا کلیم اور دم عیسیٰ علیہما السلام۔

ارحاص وہ عجائبات جو نبی کے ہاتھ پر دعویٰ کے صادر ظاہر ہوں جیسے حضرت حلیمہ کے گھر حضور ﷺ کے برکات۔ کرامت وہ عجائبات ہیں نبی کے امتی کے ہاتھ پر ظاہر ہوں جیسے حضور غوث پاک یا حضرت سلطان الہند خواجہ اجیری، حضرت خواجہ نقشبند، حضرت غوث العالم مندوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہم کے کرامات۔ استدراج وہ عجائبات ہیں جو کافر کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ بہت سے عجائبات شیطان کر دکھاتا ہے، سنیا سی جوگی صد با کرتب کر لیتے ہیں، دجال تو غضب ہی کرے گا، مڑ دوں کو جلانے گا، بارش برسائے گا۔ اگر عجائبات پر ولایت کا مدار ہو تو شیطان اور دجال بھی ولی ہونے چاہیں۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ہوا میں اُڑنا ولایت ہے تو شیطان بڑا ولی ہونا چاہئے۔

بعض نے کہا کہ ولی وہ جو تارک الدنیا ہو، گھر بار نہ رکھتا ہو۔ لوگ کہا کرتے ہیں وہ ولی کیا جو رکھے پیسہ۔ مگر یہ بھی دھوکا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضور غوث اعظم، مولانا روم رضی اللہ عنہم بڑے مالدار تھے۔ کیا یہ ولی نہ تھے؟ یہ تو ولی گرتھے۔ اور بہت سے سنیا سی کفار تارک الدنیا ہیں کیا وہ ولی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

بعض نے سمجھا کہ ولی وہ جو بے عقل ہو، فی زمانہ لوگ ہر پاگل و دیوانہ کو ولی سمجھ لیتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ بعض وہ حضرات ہیں جو اللہ سے واصل، اُدھر دُنیا میں شامل۔

ولایت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ کر بھی عقل و خرد ہاتھ سے نہیں دیتے، انھیں سالک کہا جاتا ہے۔
مہذب سے سالک افضل ہے کہ مہذب بے فیض ہے اور سالک فیض رساں۔ مہذب
کمزور ہے کہ ایک جھلک کی تاب نہ لاسکا اور سالک قوی۔

کامل وہ ہے جس کے سر پر شریعت ہو، بغلوں میں طریقت، سامنے دنیوی تعلقات۔
ان سب کو سنبھالے، راہ خدا طے کرتا چلا جائے۔ مسجد میں نمازی ہو، میدان میں غازی،
کچہری میں قاضی (عدالت میں جج) اور گھر میں پکا دنیا دار۔ غرض کہ مسجد میں آئے تو
لانگہ مقررین کا نمونہ بن جائے اور بازار میں جائے لانگہ مدبرات امر کے سے کام کرے۔
بعض بیہودے دعویٰ ولایت کریں مگر نہ نماز پڑھیں نہ روزہ کے پاس جائیں اور شیخی
ماریں کہ ہم کعبۃ اللہ میں نماز پڑھتے ہیں۔ سبحان اللہ نماز تو کعبۃ اللہ میں پڑھیں اور روٹی
و نذرانے مُرد کے گھر لیں۔ یہ پورے شیاطین ہیں جب تک ہوش و حواس قائم ہیں تب
تک احکام شرعیہ معاف نہیں ہو سکتے۔ شریعت، طریقت کی کسوٹی ہے یا طریقت سمندر ہے
اور شریعت اس کی کشتی۔ جو شخص ہوش و حواس میں رہ کر شریعت کی پابندی نہ کرے اور
ولی ہونے کا دعویٰ کرے وہ ولی نہیں بلکہ مکار ہے۔ کوئی بے عمل ولی نہیں ہوتا ہے۔ اللہ
کا ولی نمازی ہوتا ہے۔ آپ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار پر حاضری دیں تو
مزار کے قریب مسجد نظر آئے گی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مزار کے
قریب مسجد، حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کے قریب مسجد، حضرت نظام الدین
محبوب الہی کے مزار کے قریب مسجد، حضرت خواجہ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز کے مزار کے
قریب مسجد، حضرت غوث العالم مجدد اشرف جہانگیر سمنانی کے مزار کے قریب مسجد، حضرت
شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے مزار کے قریب مسجد، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مزار
کے قریب مسجد، حضرت پیر سید ہمعیت علی شاہ محدث علی پوری کے مزار کے قریب مسجد،
حضرت سید محمد اشرفی محدث اعظم کے مزار کے قریب مسجد، حضرت احمد رضا خان بریلوی کے
مزار کے قریب مسجد، حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی محدث دکن کے مزار کے قریب مسجد.....
اللہ والوں کے مزارات کے ساتھ مسجدوں کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ نمازی تھے۔

کائنات میں خوف و غم کا ماحول : اس دُنیا کا عجب حال ہے جس طرف نظر اٹھا کر دیکھئے خوف ہی خوف کا عالم ہے اور ہر طرف ڈر ہی ڈر کا دور دورہ ہے۔ طالب علم کو امتحان کا خوف ہے، تاجر کو تجارت میں نفع و نقصان کا خوف ہے، غریب عوام کو مہنگائی کا خوف ہے۔ بیمار کو مرض کے بڑھنے کا خوف ہے۔ زمیندار کو خوف ہے کہ کوئی اُس کی زمین پر ناجائز قبضہ نہ کر لے۔ مکاندار کو خوف ہے کہ کرایہ دار اُس کا کرایہ نہ ہڑپ کر لے۔ مالداروں کو چوروں سے خوف ہے، کمزور کو طاقتور سے خوف ہے، مجبور و مظلوم کو ظالم سے خوف ہے۔ انسان موت سے ڈرتا ہے کہ وہ اس کا رشتہ حیات منقطع نہ کر دے، یہ اونچے اونچے سرفلک پہاڑ سینہ تانے کھڑے ہیں اور اپنی پائیداری پر نازاں ہیں مگر ہر وقت خوف و دہشت سے لرزاں ہیں اور ڈر رہے ہیں کہ کوئی سنگ تراش نہ آ رہا ہو۔ ہرے بھرے تناور درخت اپنے پھولوں اور پھولوں کی رعنائیوں کے ساتھ شاداب و شادماں ہیں مگر اُن کا پتہ پتہ خوف زدہ ہے کہ کوئی کلہاڑی والا نہ آ رہا ہو۔ زمین پر لہلہاتی ہوئی گھاس لرزہ بر اندام ہے کہ کہیں چار پیروالا نہ آ رہا ہو اور چار پیروالا اس خوف سے بھاگا پھر رہا ہے کہ کہیں بسم اللہ اللہ اکبر والا نہ آ رہا ہو۔ آفتاب عالم چمک رہا ہے مگر اس خوف سے زرد ہو رہا ہے کہ کہیں گہن نہ لگ جائے، ستارے ضرور مسکرا رہے ہیں مگر اس خوف سے کانپ رہے ہیں کہ کہیں صبح کی سپیدی نمودار نہ ہو جائے۔ آگ بادلوں سے خائف ہے کہ وہ اُس پر برس کر اُسے بجھانہ دیں، بادل ہوا سے ڈر رہے ہیں کہ وہ اُسے اپنے پتھیزوں کی پلیٹ میں نہ لے لے ہو، مکانوں سے ڈرتی ہے کہ یہ میرے راستے میں رکاوٹ ہیں، مکان انسانوں سے خوفزدہ ہیں کہ یہ ہمیں گرانہ دیں، اُس دُنیا میں ہر چھوٹا بڑے سے ڈر رہا ہے، مزدور سرمایہ دار سے خوف کھا رہا ہے، سرمایہ دار انکم ٹیکس آفیسر سے کانپ رہا ہے، مجرم پولیس سے تھرا رہا ہے اور پولیس والے اپنے اوپر والے سے ڈر رہے ہیں۔

الغرض اس دُنیا میں جمادات ہوں یا نباتات، عالم اعلیٰ ہو یا عالم اسفل۔ زمین سے آسمان تک خوف ہی خوف کا راج ہے، ڈر ہی ڈر کا دور دورہ ہے۔ مگر اس خوف و ہراس

سے بھری ہوئی دُنیا میں اسی آسمان کے نیچے اسی زمین کے اُوپر خدا کی ایک ایسی مخلوق بھی آباد ہے جس کو کسی چیز کا خوف نہیں ہے کسی چیز کا ڈر نہیں ہے وہ ہر جگہ ہے بے خوف ہے۔ ہر حال میں بے غم ہے۔ جس کا تعلق نبی کریم ﷺ کے صدقے رب قدیر سے ہو جائے وہ اُس کی خدائی میں کسی سے نہیں ڈرتا، انھیں صرف خدا کا خوف ہے اور ساری خدائی اُن سے خوف زدہ ہے۔ ساری خدائی سے نڈرا اور صرف خدا سے ڈرنے والوں کا نام ہے اولیاء اللہ۔ ﴿اَلَا اِنَّ اَوَّلِيَاءَ اللّٰهِ لَآخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ سنو! بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ خوف الہی اور خشیت خداوندی ہر وقت اُن پر طاری رہتا ہے..... لہذا وہ لوگ فیض ولایت سے یکسر محروم ہیں جنہیں اپنی بد اعمالیوں اور سنت و شریعت کی خلاف ورزیوں پر کبھی خوف خدا اور فکر آخرت دامنگیر نہیں ہوئی گویا:

خوف خدا شرم نبی..... وہ بھی نہیں یہ بھی نہیں ☆☆☆☆

تم کوٹھیوں میں بھی ہو تو خوف زدہ ہو مگر یہ بورے پر بھی ہوں تو بے خوف ہیں۔ تم تاج پہن کر بیٹھے ہوئے ہو یا تم تاج محل میں ہو یا تم تخت پر بیٹھے ہو یا تم شیش محل میں بسیرا لئے ہوئے ہو مگر رنج و غم کا نمونہ بنے ہوئے ہو..... مگر یہ خنجر کے نیچے بھی بے رنج و خوف ہیں۔ اگر یہ بھوکے بھی ہیں تو کوئی غم نہیں ہے۔ اگر یہ پیاسے بھی ہیں تب بھی انہیں کوئی غم نہیں ہے۔

﴿☆☆☆☆☆ خوف اور غم : خدا سے ڈرنے والا کسی سے نہیں ڈرا کرتا ہے۔

اس لئے کہ وہ خوف جمع نہیں ہو سکتے۔ یا تو خدا کا خوف ہوگا یا مخلوق کا خوف ہوگا۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ خدا سے نہ ڈرنے والا دُنیا کی ہر چھوٹی بڑی طاقت سے ڈرا کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ خدا سے ڈرنا خود سب سے بڑی طاقت ہے۔ اللہ کے ولیوں کو کسی چیز کا غم بھی نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ نعت نہ ملنے سے انسان غمگین ہوتا ہے اور خدا کا دیدار سب سے بڑی نعت ہے اور اولیاء اللہ فنا فی اللہ ہو کر اس نعت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ جس کی نظیر نہ مل سکتی ہے نہ حاصل کی جاسکتی ہے۔ پھر غمگین ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ☆☆☆☆☆

ایک بات میں تلامذہ کہ خوف و غم کی کیا حقیقت ہے اس کو سمجھ لو کہ خوف کا جو تعلق ہوتا ہے

مثلاً آپ افسوس کریں تو کسی ایسی بات پر جو مستقبل میں پیش آنے والی ہے اُسے خوف کہیں گے اور آپ افسوس کریں گے کسی ایسی بات پر جو ماضی میں ہو چکی ہو اُسے غم کہیں گے۔ گزری ہوئی تکلیف پر افسوس یہ غم ہے۔ آنے والی تکلیف پر افسوس یہ خوف ہے۔ خوف کا تعلق مستقبل سے اور غم کا تعلق ماضی سے ہوتا ہے یعنی آئندہ ہونے والے خطرہ کو خوف کہتے ہیں اور گزشتہ کے رنج کو غم کہا جاتا ہے۔ مفہوم یہ نکلا کہ اولیاء اللہ کو آئندہ کا خوف ہے نہ گزشتہ کا غم۔ اگر یہ معلوم ہو کہ کل آپ کا گھر جل جائے گا آپ لرزہ بہ اندام ہو جائیں گے یہ خوف ہے کہ جل جائے گا اور رورہے ہیں یہ غم ہے۔ تو اللہ نے کیا کہا کہ اولیاء پر خوف ہے نہ غم ہے۔ کیا مطلب ہے؟ اُن پر نہ ماضی میں تکلیف ہوئی نہ مستقبل میں تکلیف ہوگی نہ اُن کو آنے والی تکلیف کا خوف ہے نہ گئی ہوئی کا رنج اللہ صلی علیٰ

سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

﴿☆☆☆☆﴾ خوف کہتے ہیں اپنی جان کا ڈر اور حزن کہتے ہیں دوسرے کی جان کا ڈر۔ جیسا کہ فرعون کے ساتھ مقابلہ کے دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی جان کی فکر لاحق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْآخِزُ﴾ (طہ/ ۶۸) اے موسیٰ! خوف نہ کرو تم ہی سر بلند ہوں گے۔ (موسیٰ! ڈرو نہیں، بیشک آپ ہی غالب رہیں گے) اور جب غارِ ثور میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر کفار کے قدموں پر پڑی تو آپ کو حضور نبی مکرم سید المرسلین ﷺ کے متعلق اندیشہ اور حزن و ملال ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ (البقرہ/ ۲۵۰) غمگین نہ ہو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ولیوں سے خوف اور حزن دونوں کی نفی کر دی۔ کہ نہ انہیں اپنی جان کا ڈر ہے اور نہ ہی اپنے پاس آنے والے (مُریدوں) کا ڈر ہے۔

علمِ نفسیات کے اعتبار سے خوف اُسے ہوتا ہے جو کمزور ہوتا ہے طاقت والے کو خوف نہیں ہوتا۔ حدیث قدسی اولیاء اللہ کے طاقتور ہونے کی تصریح کر رہی ہے کہ جو بندہ خدا والا ہو گیا خدا اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہے، خدا اُس کا پیر ہو جاتا ہے، خدا اُس کا کان ہو جاتا ہے

خدا اُس کی آنکھ ہو جاتا ہے، خدا اُس کی زبان ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہاتھ ولی کا ہوگا کام خدا کا ہوگا۔ پاؤں ولی کا ہوگا چلنا خدا کا ہوگا، کان ولی کا ہوگا سنا خدا کا ہوگا، زبان ولی کی ہوگی بات خدا کی ہوگی۔ اُن کی دُعا دُنیا کی جاتی ہے قبول کی جاتی ہے۔ اولیاء اللہ اس قدر بے خوف و خطر ہوتے ہیں کہ انھیں اگر کسی بد مذہب اور مخالف شرع حاکم، منسٹر، کمشنر پولیس و عہدے دار سے بھی ٹکر لینی پڑے تو اس سے بھی قطعاً گریز نہیں کرتے..... بغیر کسی رنج و ملال کے میدان میں کود پڑتے ہیں۔ وہ ابن الوقت (حالات کی رُو میں بہنے والے) نہیں بلکہ ابو الوقت (حالات کا رُخ بدل دینے والے) ہوتے ہیں۔ دنیوی اغراض کی وجہ سے دین کا سودا نہیں کرتے، ہر وقت اسلام کی بالادستی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اگر اس کی پاداش میں سر دھڑکی بازی بھی لگانی پڑے تو گریز نہیں کرتے..... لہذا اُن لوگوں کو ولایت سے کیا نسبت جو حالات کی رُو میں بہہ جاتے ہیں..... جو کلمہ اسلام پھیلانے کی بجائے حکام اور عہدے داروں سے مرعوب و مقہور ہوتے ہیں، اُن کی چالوسی کرتے ہیں، اُن کے دسترخوان پر بیٹھنا اعزاز سمجھتے ہیں، اُن کی دعوتوں پر لبیک کہنا فخر سمجھتے ہیں..... اور دنیوی اغراض کے لئے اپنے ایمان کو بھی داؤ پر لگا دیتے۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ : حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، آپ نے انہیں اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ زندگی بھر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کریں۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی حضور ﷺ کی خدمت میں گزاری۔ ایک سفر میں حضور ﷺ اور بعض صحابہ کرام نے انہیں اپنا سامان اٹھانے کے لئے دیا، وہ سارا سامان اٹھا کر چلے تو حضور ﷺ نے فرمایا، تم ہمارے سفینہ ہو، یعنی کشتی ہو۔ اس دن سے آپ کا نام سفینہ مشہور ہو گیا اور پہلا نام لوگوں کو بھول گیا۔ حضور ﷺ کی زبان اقدس سے یہ نکلا ہوا نام آپ کو اتنا پسند تھا کہ جب بھی کوئی آپ سے نام پوچھتا تو آپ کہتے میرا نام سفینہ ہے۔ ایک مرتبہ آپ روم کے علاقہ میں اپنے لشکر سے بچھڑ گئے اور چلتے چلتے راستہ بھول گئے، اچانک ادھر سامنے سے ایک شیر آ نکلا۔ اب جو شیر کی نظر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ پر پڑی

تو وہ مستی میں آگیا اور زوردار آواز نکالی۔ مگر قربان جائیں غلام مصطفیٰ کی عظمت پر کہ اُن پر شیر کا کوئی خوف مسلط نہیں ہوا۔ شیر گر جتا ہوا آپ کو کھانے کے لئے قریب آ رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا یہ شیر بے خوف و خطر ﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ کی عملی تفسیر بن کر سامنے کھڑا ہے اس لئے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مالکِ حقیقی کا ڈر پیدا ہو جائے، پھر وہ کسی سے نہیں ڈرتے، وہ اللہ و رسول کی تابعداری کرتے ہیں اور پھر ہر شے اُن کی تابع فرمان ہو جاتی ہے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر سے فرمایا: یا ابا الحارث انا مولیٰ رسول اللہ (مکتوٰۃ) اے ابو الحارث (شیر) میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔

یہاں پر ایک اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ پر یہ ایک مشکل وقت تھا لوگ کہتے ہیں کہ مشکل کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنا چاہئے، حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایسا ہی کہنا چاہئے تھا: اے شیر! ٹھہر جا، میں اللہ کا بندہ ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے کہ اے شیر! مجھے دیکھ کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں تو یقیناً آپ کو شیر کھا جاتا۔ اس لئے کہ سب انسان اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جو صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے کا دعویٰ کرے، وہ بے خطر نہیں ہو سکتا۔ بے خطر وہ ہوگا جو بندہ خدا تعالیٰ کا ہو اور غلام مصطفیٰ کا ہو۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

خوف نہ رکھ رضا ذرا، تو تو ہے عبد مصطفیٰ تیرے لیے امان ہے، تیرے لیے امان ہے

☆☆☆☆☆☆

ولی کو خوف کیوں نہیں: ذرا سا غور کرو اور سوچو کہ یہ آیت بھی عجیب و غریب ہے۔ آپ جان چکے ہیں کہ ولی کے ایک معنی 'قریب' کے بھی ہیں اب قربت کو سمجھو۔ مثلاً جب مسجد میں جنازہ آتا ہے تو امام صاحب آواز دیتے ہیں کہ کوئی ولی ہے۔ تو کیا کوئی قطب آتا ہے؟ نہیں۔ بلکہ جو اس میت کا قریب تر آدمی ہو، وہ آتا ہے۔ تو یہاں ولی کے معنی

قریب کے ہیں۔ اس معنی میں لے کر چلو کہ جو اللہ کے قریب ہیں، نہ اُسے کوئی خوف ہے نہ رنج و غم ہے۔ خبردار ہو جاؤ، کتنا پیارا ارشاد ہو رہا ہے۔ قربان جاؤ اس ارشاد پر کہ یہ دعویٰ بھی ہے دلیل بھی۔ دعویٰ کیا ہے؟ جو خدا کے قریب ہے نہ انہیں خوف ہے نہ رنج۔ اور دلیل یہ ہے کہ جو خدا کے قریب ہیں اُن کو کیسے خوف و رنج ہوگا۔ خدا سے جو دُور ہوتے ہیں وہ خوف والے ہوتے ہیں اور جو خدا سے دُور رہتے ہیں وہ رنج و غم والے ہوتے ہیں مگر یہ خدا کے قریب والے ہیں اُن کو کسی قسم کا رنج ہو سکتا ہے نہ خوف۔ اس لئے کہ تم انصاف سے تلاؤ کہ جوشہنشاہ کے قریب ہوا، اُسے چور و ڈاکو کا خوف کیسے ہو سکتا ہے؟ اور یہ بتلاؤ کہ جو علم کے قریب ہوا، اُسے جہالت کا خوف کیسے ہو سکتا ہے؟ اور کہو کہ جو اختیار و اقتدار کے قریب ہوا، اُسے مجبوری کا خوف کیسے ہو سکتا ہے؟ اور کہو کہ جو غنا کے قریب ہوا، اُسے محتاجی کا خوف کیسے ہو سکتا ہے؟ اور جو خدا کے قریب اور ایسے شہنشاہ مطلق کے قریب ہے جس کی شہنشاہیت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، جو خدا کے قریب ہیں وہ ایسے کے قریب ہیں جہاں ظلم و جہالت کی رسائی بھی نہیں ہو سکتی، جو خدا کے قریب ہیں وہ اختیار کلی و اختیار مطلق کے قریب ہیں، جو خدا کے قریب ہیں وہ عدل و انصاف کے قریب ہیں۔ اب تو بات سمجھ میں آگئی کہ اب جو خدا کے قریب رہے گا نہ اُسے بے انصافی کا خوف ہو سکتا ہے نہ اُسے مجبوری ہو سکتی ہے نہ عاجزی کا خوف ہو سکتا ہے۔ جب رب تبارک و تعالیٰ نے جسے اپنے قریب کر لیا ہے اب اُسے خوف و رنج ہونے کا سوال ہی کیا ہے۔

کیا ہم خدا سے قریب نہیں؟ یہاں پر آپ یہ سوچیں گے کہ خدا کے قریب بھی ہیں کہ ہم بھی ہیں۔ رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ﴿نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ ہم اُن کے رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جب خدا ہم سے قریب ہے تو کیا ہم خدا سے قریب نہیں۔ مگر دوستو مجھے کہنے دو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خدا تم سے اتنا قریب ہے کہ ہم اُس کی حقیقت کو سمجھا نہیں سکتے، مگر ہم خدا سے بہت دُور ہیں۔ آپ کہیں گے ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ قربت کا معاملہ ایسا ہے جب ادھر سے قریب تو ادھر سے بھی قریب ہوگا۔

یہ کیسے ہوگا کہ وہ ہم سے قریب ہو اور ہم اُس سے دُور ہو۔ مگر یہاں تو معاملہ ایسا ہی سمجھ میں آ رہا ہے کہ کبھی کبھی قربت ایک ہی طرف سے ہوتی ہے۔ خدا تو ہم سے بہت قریب مگر ہم خدا سے بہت دُور ہیں۔ اگر آپ کو تمثیل سے سمجھاؤں تو شاید بات سمجھ میں آئے گی۔ ایک صاحب سفر کے لئے چلے اُن کے پاس اتفاق سے ایک قیمتی ہیرے کی انگوٹھی تھی۔ اُن کے پیچھے ایک اور صاحب چل پڑے جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا جب کوئی مالدار دولت لے کر چلتا ہے تو اُس کے پیچھے اور لوگ بھی چلتے ہیں یعنی ڈاکو چلتے ہیں۔ جب دُنیا کی دولت لے کر چلو گے تو دُنیا کے لٹیرے چلیں گے اور جب دین کی دولت لے کر چلو تو دین کے لٹیرے چلیں گے مگر پیچھے کچھ چلتے ضرور ہیں اور پھر اُس کے بعد چلنے والوں کا انداز کیا ہے یہ بیچارہ دیکھ کر پچھتا نہیں۔ پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو کہے گا کہ جہاں آپ جا رہے ہیں۔ اچھا تم بھی مسافر ہو وہ کہے گا ہاں میں بھی مسافر ہوں۔ حالانکہ وہ مسافر نہیں، مقیم تھا مگر وہ مسافر اس لئے بنا کہ مسافر کے ساتھ چلتا ہے۔ اس کو مصلحت اپنے چہرہ کو بدلنا پڑا ہے، اپنے نام کو بھی بدلنا پڑتا ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ﴿وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنُوا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شُيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَءُونَ﴾ (البقرہ/۱۴) اور جب مسلمانوں سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوتے ہیں (تو) کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف مذاق کرتے ہیں۔

جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان والے ہیں اگر وہ ایمان والے نہ کہیں تو اُن کے لئے مسجد کا دروازہ کیسے کھلے گا۔ اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ یعنی ہم بھی مسافر کے ساتھ مسافر بن گئے، مقیم کے ساتھ مقیم بن گئے، مومن کے ساتھ مومن بن گئے، منافق کے ساتھ منافق بن گئے۔ ہم بھی وہی ہیں جو تم ہو، اچھا وہی ہو، کہا: ہاں وہی ہو۔ کہاں تک آپ سفر کریں گے؟ وہاں تک یہ کیسے کہے گا کہ میں سکندر آباد تک سفر کروں گا، وہاں تک انگوٹھی نہ مل سکی تو اُس کا جانا تو کچھ نہیں لہذا جہاں تک تم چلو گے راستہ میں اگر انگوٹھی ملی تو وہاں سے پلٹ جائیں گے

اب تو یہی کہنا پڑے گا کہ جہاں تک تم چلو وہاں تک ہم چلیں گے یعنی یہاں سے لیکر ہم آخرت تک تمہارے ساتھ ہیں اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ مگر وہ انگوٹھی والا جس کو خدا نے ہیرے کی انگوٹھی دی تھی اُس کو ہیرے والا دماغ بھی دیا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ معاملہ کچھ اور ہے مگر اب بولنا نہیں ساتھ لے چلو۔ اس کے بعد طویل سفر تھا ایک مقام پر رات گزارنے کے لئے مسئلہ پیش آیا تو اُس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ دیکھو میرے پاس ایک قیمتی انگوٹھی ہے ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا جائے تاکہ رات آرام سے گزرے اور یہ قیمتی انگوٹھی کسی چور و ڈاکو کے ہاتھ نہ لگے اور اس وقت دونوں کا سو جانا ٹھیک نہیں ہے۔ پہلے تم سو جاؤ اور بعد میں تم کو اٹھا دوں گا پھر تم دیکھتے رہنا۔ اُس نے کہا کہ بہت اچھی بات ہے اور سوچا کہ آج پہلی رات ہی کو مُراد پوری ہو جائے گی۔ معلوم ہوا کہ یہ بھی سوچتے ہیں کہ پہلے سو تو بعد اپنا داؤ چلے تاکہ غفلت سے فائدہ اٹھا سکے مگر وہ بھی ہوشیار یہ اپنا لباس کوٹ وغیرہ اتار کر رکھ دیا بعد یہ صاحب سو گئے اور وہ وقت مقررہ پُر اٹھایا اور اٹھنے سے پہلے اُس نے یہ کام کیا تھا کہ انگوٹھی نکال کر وہ چور کے کوٹ کے جیب میں رکھ دیا تھا اور کہا کہ آپ اٹھنے میں سوتا رہوں گا۔ یہ کہہ کر یہ سو گئے۔ اب یہ تلاشی یعنی شروع کی، وہ بھی اطمینان سے دیکھ رہا ہے کہ ہماری خدمت ہو رہی ہے بہت تلاش کیا، آخر میں صبح ہو گئی اور وہ منہ ہاتھ دھوئے گیا، اُس نے جا کر انگوٹھی اُس کے جیب سے نکال لی اور انگلی میں پہن لیا۔ جب اُس نے آکر دیکھا کہ انگوٹھی انگلی میں پہنی ہوئی ہے اُس نے سوچا کہ چلو سفر لانا ہے آج نہیں کل دیکھیں گے۔ دوسرے روز بھی یہی طریقہ کار رہا مگر اُس نے اس دفعہ ہاتھ اور کمرہ کے ہر حصہ کو دیکھا اور کہیں کہیں اُس نے کھدائی بھی شروع کر دیا، وہاں بھی نہیں۔ اس کے بعد ایسا ہی وقت گزرا صبح ہو گئی، اُس نے پھر جیب سے نکالا اور انگلی میں پہن لی۔ تیسری رات آخری رات تھی اُس کے بعد منزل آنے والی تھی اور اُس کے بعد جب منزل قریب آ گئی وہ اپنے کو اب تک مسافر غماہر کرتا تھا مگر اب کہہ دیا کہ اب یہیں رہوں گا آگے جانا نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی کتنا ہی قریب کیوں نہ ہو جب میدان قیامت میں دو راستے ہو جائیں گے تو پتہ چل ہی جائے گا کہ

وہ ہمارا ساتھی نہیں ہے ورنہ کیا بات ہے کہ قیامت تک ساتھ چلو اور جنت میں ہم تنہا جائیں

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

اچھا جب وہ گھر پہنچا تو اُس نے کہا کہ ایک بات بتلاؤ کہ میں کون ہوں؟ میں تو اپنے کو استاد سمجھتا تھا مگر چناں تو میرے چچا نظر آئے مگر اب تو مجھے بتلا دو کہ آپ انگوٹھی رکھتے کہاں تھے۔ اُس نے کہا نادان! انگوٹھی تو تیرے ہی قریب تھی مگر وہ تیرے علم سے الگ، تیرے ادراک سے الگ، تیرے شعور سے الگ، تیرے دائرہ عقل سے الگ، وہ تو تیرے ہی قریب تھی مگر تو اُس کے قریب نہیں تھا۔ تو اب سُن لو کہ ہمارا خدا ہم سے قریب ہے اور بہت قریب ہے مگر ہم اُس سے بہت دُور ہیں، ہم اُس کے احکامات سے دُور اُس کے فرامین سے دُور اُس کے ارشادات سے دُور اُس کے خوف سے دُور اُس کی محبت سے دُور۔ نہ ہم اُس کی قربت سمجھا سکتے ہیں نہ ہماری دُوری سمجھا سکتے ہیں اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

اللہ سے قربت کس طرح حاصل کی جائے: یہ جو اللہ کے اولیاء ہیں اُن کا معاملہ عجیب ہے خدا اُن سے قریب ہے یہ خدا سے قریب ہیں۔ لہذا اُن کو اپنے اُوپر مت قیاس کرو۔ میں سوچنے لگا کہ یہ بتانے کی کیا ضرورت ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ خدا سے قریب ہیں یہ بتانے کی کیا ضرورت ہے کہ خواجہ اجیری رحمۃ اللہ علیہ خدا سے قریب ہیں۔ یہ بتانے کی کیا ضرورت ہے کہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ خدا سے قریب ہیں۔ یہ بتانے کی کیا ضرورت ہے کہ خدوم اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ خدا سے قریب ہیں۔ اس سے ہمیں کیا فائدہ؟ سنو! وہ کون ہے جو خدا سے قریب ہونا نہیں چاہتا؟ وہ کون ہے جو خدا کی قربت نہ چاہتا ہو؟ وہ کون ہے جو بارگاہِ خداوندی میں حاضری کا مشتاق نہ ہو؟ یہ تو سبھی چاہتے ہیں۔ مگر دوستو جب ہم خدا کی قربت کو ذہن میں بٹھاتے ہیں تو ہمارے ذہن میں وہ خیال بھی آتا ہے جس کی میں پہلے بہت مفصل وضاحت کر چکا ہوں یہاں صرف اشارہ کر کے چلوں گا کہ خدا کی قربت حاصل کرنا ہمارے لئے بہت مشکل ہے۔ خدا سے قریب ہونے کے لئے ضروری

ہے کہ ہم مکان و مکانات سے باہر ہو جائیں، خدا سے قریب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ زمانہ زانیات سے اُوپر ہو جائیں، خدا سے قریب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم عالم امکان کو چھوڑ دیں..... مگر بڑی مشکل ہے کہ ہم بھی ممکن ہے اور ہماری حقیقت بھی ممکن ہے۔ اگر ہم ساری ممکنات چیزوں کو چھوڑ دیں تو اُوپر جانے کے لئے کوئی چیز لے جانے والی بھی نہ ہوگی، پھر ہم کیسے قریب ہو سکتے ہیں۔ خدا سے قریب ہونے کا اشتیاق بھی ہے مگر عقل کہتی ہے کہ ممکن نہیں۔ عقل کہتی ہے کہ تم مجبور ہو، تم خدا کے قریب نہیں ہو سکتے۔ مگر دوستو! رحمتِ خداوندی کے قربان جاؤ کہہ رہا ہیکہ حکم بالکل عام ہے جو ایک مریض کا علاج ہوگا سارے مریضوں کا ہوگا۔ جب مرض ایک ہی ہے تو سارا علاج بھی ایک ہی ہے۔

توبہ و مغفرت کا قانون: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾ (انسا/۶۴) اور اگر جب وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں (کنز الایمان) ﴿☆☆☆☆☆﴾ اسی آیت مبارکہ کا ایک ترجمہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ نے اس طرح کیا ہے کہ: اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے آستانہ پر آجائیں اور اللہ سے معافی چاہیں اور آپ بھی، یا رسول اللہ (ﷺ) اُن کی سفارش کریں تو بیشک یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ (نور العرفان)

یعنی اے رحمت مجسم ﷺ اگر یہ لوگ دُنیا بھر کے قصور (شرک و کفر، حرام کاریاں، گناہ کبیرہ و صغیرہ، چھپے کھلے، نئے پُرانے لغزشیں و خطائیں، ہر قسم کا جسمانی، جنائی اور روحانی سارے گناہ) کر کے اور اپنی جانوں پر طرح طرح کے ظلم توڑنے کے بعد سائلانہ انداز میں جیسے داتا کے دروازے پر فقیر، حاکم کریم کے دروازہ پر اقبالی مجرم حاضر ہوتا ہے، نادم، شرمندہ و تائب ہو کر آپ کے حضور حاضر ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے ظلم و جرم کی معافی مانگیں کیونکہ اللہ سے معافی مانگنے کے لئے بہتر وقت اور مناسب جگہ آپ کی بارگاہ میں حاضری ہے

اور اے محبوب! آپ بھی اُن کے لئے دُعاے مغفرت (شفاعت) فرمادیں تو یہ لوگ مجھ کو توبہ قبول فرمانے والا مہربان پائیں گے، اُن کی توبہ قبول فرمائی جائے گی۔ گناہ ہو جانے اور ظلم سرزد ہونے کے بعد معافی کے لئے حضور ﷺ کے دروازہ پر جانا شرک نہیں ہے بلکہ دُعا کی قبولیت کا یہی واحد ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اُن کو مایوس نہیں کرے گی بلکہ اُن کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور ان بیگانوں کو اپنا بنایا جائے گا۔ حضور شفیع المذنبین ﷺ ہیں اور آپ کی یہ برکت آپ کی ظاہری زندگی تک ہی محدود نہیں بلکہ تابد جاری ہے۔ اہل دل اور اہل نظر ہر لمحہ اور ہر آن اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی خدمت میں جسمانی حاضری تو یہ ہے کہ مجرم اُنکے آستانہ عالیہ پر مدینہ منورہ پہنچ جائے۔ روحانی حاضری یہ ہے کہ اس ذات کریم کی طرف متوجہ ہو جائے جیسا کہ نماز کے لئے کعبہ معظمہ تک پہنچ جانا ضروری نہیں، یہاں رہتے ہوئے بھی ادھر رُخ کر دینے سے نماز جائز ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ قبلہ دل اور کعبہ توبہ ہیں۔ دل کا رُخ جہاں سے اس طرف کرو گے کام بن جائے گا۔ سورج کا نور لینے کے لئے چوتھے آسمان پر پہنچ جانا لازم نہیں، جہاں بھی ہو اس کے ظل میں آ جاؤ روشنی مل جائے گی۔ حضور ﷺ آسمان قبولیت کے سورج ہیں۔ رب نے آپ کو سراج منیر فرمایا یعنی چمکانے والا سورج، جہاں بھی رہو اُن کی نگاہ عنایت میں رہو، بیڑا پار ہو گا۔

دل پہ دلدار کی ہر وقت نظر رہتی ہے اُن کی سرکار میں کچھ بھی نہیں نیت کے سوا ☆☆☆☆ ﴿اے ظلم کرنے والو! ﴿جَاءَ وَكَ﴾ رسول کے پاس آئے۔ کرم ہو گیا، میں تو یہ سمجھا تھا کہ اپنی جانوں اور نفسوں پر ظلم کرنے پر خدا کے پاس بلائیں گے، میں تو یہ سمجھا تھا کہ حرم میں بلائیں گے، میں تو یہ سمجھا تھا کہ صفا و مروہ پر بلائیں گے، میں تو یہ سمجھا تھا کہ بیت المقدس میں بلائیں گے مگر یہ نہیں کہا بلکہ ﴿جَاءَ وَكَ﴾ محبوب تمہارے پاس آئیں۔ بڑے کرم کی بات ہے کہ ظلم کرے خدا کا اور آئے محبوب ﷺ کے پاس۔ نافرمانی خدا کی اور آئے محبوب ﷺ کے پاس۔ خدا کہہ رہا ہے کہ محبوب کے پاس جاؤ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ نہ جاؤ، اب ہم کس کی مانیں اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ ﴿جَاءَ وَكَ﴾ آپ کے پاس آئیں۔ اچھا آ کر اب کیا کریں ﴿فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ﴾

اللہ سے دُعاے مغفرت کریں۔ دُعا کرنا ہے اللہ سے اور آ رہے ہیں رسول کے در پر۔ کیا دُعاے مغفرت کرنے کے لئے کوئی مسجد اچھی نہیں ہے، کیا دُعاے مغفرت کے لئے کوئی جگہ متعین ہے؟ دُعاے مغفرت کے لئے وہ کوئی جگہ ہے جہاں خدا نہ سنتا ہو؟ جب ہر جگہ سے سنتا ہے تو مدینہ والے کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ مجھ سے مت پوچھو جو لے جا رہا ہے اُس سے پوچھو اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔ صرف رسول کے پاس پہنچ کر دُعاے مغفرت کر دینے سے کام نہ چلے گا جب تک کہ ﴿وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُولُ﴾ اے رسول آپ بھی دُعاے مغفرت کریں جب آپ دعا فرمائیں گے ﴿لَوْ جَدُّوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا﴾ جب یہ اللہ کو توبہ پائیں گے یہ اللہ کو رحیم بھی پائیں گے۔ اے محبوب (ﷺ) ! مغفرت تو میں ہی کروں گا زبان پہلے آپ کی بلنا چاہئے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔ جب تک رسول کی زبان نہیں ملے گی جب تک میں مغفرت کا مستحق ہی نہیں سمجھتا۔ ﴿وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُولُ﴾ جب تک رسول استغفار نہ کریں۔ آخر رسول کیوں استغفار کریں؟ یہاں ایک راز کی بات سمجھ میں آئی وہ یہ کہ یعنی اے محبوب جو میرا گنہگار ہے وہ تمہارا بھی گنہگار ہے۔ جو میرا فرما نہ دار ہے وہ آپ کا بھی فرما نہ دار ہے۔ اگر کسی نے نماز نہیں پڑھی تو وہ خدا ہی کا گنہگار نہیں بلکہ رسول کا بھی گنہگار ہے اور کسی نے روزہ نہ رکھا، وہ خدا ہی کا گنہگار نہیں بلکہ رسول کا بھی گنہگار ہے۔ جب یہ دونوں کا گناہ کیا ہے تو اُس کو ایسے در پر بلوایا جو دونوں کا در ہو۔ اے محبوب میں اُسے تنہا کعبہ اللہ بیت المقدس، مسجد..... میں بھی بلوا سکتا تھا وہ تو صرف میرا ہی گھر ہے۔ اس لئے میں نے آپ کے پاس بلوایا، یہ آپ کا بھی در ہے میرا بھی در ہے تاکہ خدا اور رسول کا گنہگار ایک ہی وقت میں جب پکارے تو خدا سے بھی پکارے اور در رسول سے بھی آواز دے۔ پھر اس کے بعد اے محبوب تم دُعا کرو گے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ تم نے اپنے گنہگار کو معاف کر دیا ہے، تو خدا تعالیٰ بھی معاف فرما رہا ہے ﴿لَوْ جَدُّوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا﴾ جب تک آپ گنہگار کو معاف نہ کریں گے ہمارے پاس بھی معافی نہیں ملے گی۔ اس لئے میں کہتا ہوں حقوق رب تعالیٰ میں حق تلفی کرنے والو !

میرا رسول شفاعت کر کے تمہیں نکالے گا، رب تعالیٰ انہیں اذنِ شفاعت دے چکا ہے وہ مآذن ہو چکے ہیں لہذا اب مجھے اندازہ سے اذن لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سرکار (ﷺ) کو یہیں مطمئن کر دیا گیا ہے ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾ عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اور حضور شفیع المذنبین ﷺ نے بھی فرما دیا کہ جب تک میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا میں راضی ہو ہی نہیں سکتا، تو معاملہ شفاعت کامل ہو چکا ہے، رب کی کرم نوازیاں ہو چکی ہیں۔ خدا نے جہنم میں ڈالا تو رسول کی شفاعت نے نکالا، تو سوچو وہ وقت کتنا خراب ہوگا رسول جسے جہنم میں ڈال دے کون جہنم سے نکال سکے گا۔ دیکھو یا اللہ کہنے والے یا اللہ کہیں، یا رسول اللہ کہنے والے یا رسول اللہ کہیں، میں کسی سے نہیں روکتا۔ نہ یا اللہ سے روکتا ہوں اور نہ یا رسول اللہ کہنے سے روکتا ہوں، اس لئے کہ یا اللہ کہنا بھی ایک برکت کی چیز ہے یا رسول اللہ کہنا بھی ایک برکت کی چیز ہے مگر اتنا تو مجھ کو معلوم ہے کہ یا اللہ کہنے والے کو ایک ثواب ملتا ہے اور یا رسول اللہ کہنے والے کو دو ثواب ملتے ہیں۔ جب یا اللہ کہا تو ایک ہی نام لیا اللہ۔ جب یا رسول اللہ کہا تو اللہ بھی آگیا اور رسول بھی آگے، مگر شیطان یہ چاہتا ہے کہ تمہیں دو ثواب نہ ملے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضیٰ بان تصلى علیہ۔

رسول کی مومنین سے قربت: ﴿وَاسْتَغْفِرَ لَهُمُ الرَّسُولُ﴾ اے رسول آپ بھی دُعاے مغفرت کریں۔ مدینہ منورہ والوں کے لئے یہ نسخہ تو بہت اچھا ہے جب ظلم کریں گے تو پہنچ جائیں گے سرکار کا روضہ ہے جا کر وہاں استغفار کریں گے مگر ہمارے لئے بڑی مشکل ہے۔ ظلم کا سلسلہ کبھی چھوٹتا نہیں ہے اور سرکار کا روضہ ہم سے اتنی دُور ہے بار بار جانے کا موقع نہیں ملتا۔ چند سالوں کے بعد آئے تو بڑی خوش نصیبی کی بات ہے تو بتلاؤ کہ کتنی دشوار ہے تو یہ نسخہ ہم ہندوستانیوں کے لئے کیسے مفید ہو سکتا ہے۔ آپ کو اس کا سیدھا سا جواب دوں: دل پہ دلدار کی ہر وقت نظر رہتی ہے اُن کی سرکار میں کچھ بھی نہیں نیت کے سوا تم رسول کو اپنے سے دُور کیوں سمجھتے ہو، تمہارا رسول تم سے قریب اور باخبر ہے

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ (الاحزاب/۶)

نبی کریم ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ اُن کے قریب ہیں۔

قرآن کا ارشاد ہے بات سمجھ میں آگئی کہ بنی مومنین کی جان سے زیادہ قریب ہے۔ اب اگر کوئی کہے نبی مجھ سے قریب نہیں ہے چلو ٹھیک ہے جیسا تم سمجھتے ہو۔ مجھے معلوم ہے وہ مومن سے قریب ہے جو مومن نہ ہو وہ کیسے قریب سمجھے گا۔ اللہم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضیٰ بان تصلىٰ علیہ۔ اگرچہ ہم دُور ہیں مگر اپنے محبوب کی یاد کے پیالے پی رہے ہیں اس لئے کہ روحانی سفر میں منزل کی دوری کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ دیکھو یا درگھور روحانیت قریب ہے تو جسمانیت کی دوری کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اور اگر رُوح دُور ہے تو جسمانیت کا قرب کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ہم نے دیکھا کہ ابولہب اور ہمارے رسول کے مکان میں صرف ایک دیوار کا فرق تھا مگر ابولہب رسول سے کتنا دُور تھا، میں کچھ بتا نہیں سکتا اور حضرت اویس رضی اللہ عنہ بن میں تھے مگر کتنے قریب تھے۔ تمہارا رسول تم سے بہت قریب ہے تم کو اس قربت کا شعور چاہئے۔ تم کو اس قربت کا ادراک چاہئے اس لئے کہ حقیقت محمدیہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں سرایت کئے ہوئے ہے اللہم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضیٰ بان تصلىٰ علیہ۔

رسول کے نائبین: اللہ تعالیٰ نے ﴿جَاءَ وَكَ﴾ کہہ دیا۔ تم بارگاہ رسالت میں آؤ۔ بالقصد آؤ تو بہ واستغفار کے ارادے سے آؤ ورنہ ہو تو ہمدردی و سفر کر کے آؤ، مطلق کو تو مطلق رکھنا ہے جیسے بھی آنا ہو آؤ۔ میں یہ سوچنے لگا کہ ایسا کیوں نہیں کیا گیا کہ کعبہ بہت مقدس جگہ ہے مقام ابراہیم بہت مقدس جگہ ہے وہیں بلایا گیا ہوتا۔ اگر صفا و مروہ پر بلایا ہوتا، بیت المقدس میں بلایا ہوتا..... بلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کہیں بھی بلا سکتا تھا مگر سنو! مشکل پڑ جاتی۔ مشکل یہ پڑ جاتی کہ اگر کعبہ میں بلایا ہوتا تو بغیر کعبہ گئے کام نہ چلتا۔ اگر صفا و مروہ بلایا جاتا، وہاں گئے بغیر کام نہ چلتا۔ اس لئے کہ کعبہ کا کوئی جانشین نہیں ہے۔ کعبہ کا کوئی نائب نہیں ہے مسجد حرام کا کوئی وارث نہیں ہے۔ انتہا یہ ہے کہ مسجد نبوی میں بھی

نہیں بلوایا، وہاں گئے بغیر بھی کام نہ بنتا اس لئے کہ مسجد نبوی کا بھی کوئی وارث وغیرہ نہیں ہے۔
 بلایا تو یہ کہہ کر بلایا ﴿جَاءَ وَكَ﴾ اے محبوب آپ ہی کے پاس آئیں۔ اچھا رسول کے پاس
 بلوانے میں کیا مصلحت۔ رسول کے پاس بلانے میں مصلحت یہ ہے کہ اگر رسول کے پاس نہ
 پہنچ سکو تو نائبان رسول کے پاس پہنچ جائے، جانشین رسول کے پاس پہنچ جائے، وارثین
 رسول کے پاس جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر اصل نہ ملے تو نائب سے بھی وہی کام لیا جاتا ہے جو
 اصل سے لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ تیمم، وضو کا خلیفہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم وضو نہ کر سکو
 پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو یا شرعی کوئی مجبوری ہو تو تیمم کرو۔ تیمم کر کے وہ سارا کام لے
 سکتے ہو جو وضو سے لیتے تھے۔ وضو سے تم قرآن چھو تے تھے، تیمم سے بھی قرآن چھو سکتے ہو
 وضو سے نماز و امامت کر سکتے تھے، تیمم سے بھی کر سکتے ہو۔ جو کام تم وضو سے لیتے تھے وہ تیمم
 سے بھی لے سکتے ہو اس لئے کہ تیمم وضو کا نائب ہے یہ اس کا خلیفہ ہے، یہ اس کا جانشین ہے۔
 اب بات سمجھ میں آگئی ﴿جَاءَ وَكَ﴾ اے رسول تمہارے پاس آئیں۔ اگر جسمانی اتنی
 دوری ہے کہ نہیں آسکتے تو آپ کے جانشین کے پاس جائیں۔ غوث جیلانی کے پاس جائیں،
 داتا گنج بخش علی ہجویری کے پاس جائیں، خواجہ امیری کے پاس جائیں، قطب الدین بختیار
 کے پاس جائیں، محبوب الہی کے پاس جائیں، غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے
 پاس جائیں اس لئے کہ اے محبوب نیا بتایا آپ کے نائب ہیں ان کی زیارت آپ کی
 زیارت ہے ان کی صحبت میں بیٹھنا آپ کی صحبت میں بیٹھنا ہے ان کی بارگاہ میں دعا کرنا آپ
 کی بارگاہ میں دعا کرنا ہے۔ اگر یہ دعائے مغفرت کر دیں آپ کے نائب ہونے کی حیثیت
 سے قبول ہوگی۔ دعائے غوث، دعائے رسول ہے۔ دعائے خواجہ، دعائے رسول ہے۔
 دعائے مغفرت کروانے کے لئے بارگاہ بزرگان دین پر بار بار جانا ضروری ہے چونکہ ظلم بھی تو
 بار بار کر رہے ہیں اس لئے بار بار جا بھی رہے ہیں۔ جب ظلم کی انتہا نہیں تو ہمیں جانے سے
 کیوں روکا جا رہا ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب
 وترضیٰ بن تصلیٰ علیہ۔ اب ان ظالموں کے ظلم کو دیکھو کہ یہ ظلم کی انتہا بھی کر رہے ہیں اور
 بارگاہ رسول سے دور بھی ہو رہے ہیں اولیاء کرام کے حضرات سے بھی دور ہو رہے ہیں۔

اللہ کے رسول کا ہم پر بڑا کرم ہے۔ حضور ﷺ سمندر کے مانند ہیں اور اولیاءِ دریا کے مانند۔ اب سمندر سے لینے کے کئی طریقے ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ تھا کہ سمندر کے اندر خود ہی غوطہ لگائے اور اس طرح اگر کام نہ چلے تو جھٹک کر نکالو اور اگر کوئی کہے جھکیں گے نہیں اکڑ کر نکالیں گے، ڈول میں رسی باندھ کر پانی نکالیں گے۔ سمندر کا معاملہ ہے جو رسی پکڑتے ہیں اُن کو بھی پانی دیتا ہے جو غوطہ لگاتے ہیں انہیں بھی دیتا ہے اور جو بھاگتے ہیں انہیں بھی دیتا ہے۔ سمندر ضرور دیتا ہے اگر سمندر نہ دے تو اس کے اندر رحمۃ للعالمین کی شان نہیں ہو سکتی۔ رحمۃ للعالمین اپنے فرائض کی تکمیل کر دے گا جتنا استحقاق ہے رحمت ہوگا۔ رحمت تو سب کو دے گا اگر تم سمندر سے مُنہ موڑ کر بھاگو گے تب بھی سمندر تم کو دے گا۔ فرق یہ ہے کہ بخار بن کر وہ اُپر اُٹھے گا، پانی اُوپر سے برس جائے گا۔ بھاگو کہاں تک بھاگو گے۔ پہاڑ کی چوٹیوں کو بھی دے گا اور میدان کی وادیوں کو بھی دے گا وہ تو دینا ہی جانتا ہے اور وہی سمندر کا پانی جب اُٹھا تو بخار کہا، جب پھیلا تو ہم نے بادل کہا، جب برسا تو ہم نے بارش کہا اور جب وہی پانی پہاڑوں سے اُترا تو ہم نے اُسے آبشار کہا، جب وہی آگے بڑھا تو ہم نے اُسے نالہ کہا اور جب وہ آگے بڑھا تو ہم نے اُسے دریا کہا۔ مطلب یہ ہے کہ نام ضرور بدل رہا ہے مگر پانی وہی ہے۔ ہمارے یہاں بہہ رہا ہے اور ہمارے قریب بہہ رہا ہے اس میں بھی اس کی مصلحت ہے کہ سمندر کا پانی ہر ایک شخص نہیں پی سکتا، یہ وہی پئے جو اس میں غوطہ لگائے، وہی اُسے استعمال کر سکتا ہے۔ وہ ہمارے مزاج کے موافق ہمارے نزدیک دریا جاری کر دیا ہے تم سمندر کے آگے نہیں جھکتے تھے تو وہ آکر برس گیا تھا مگر یہ دریا آکر نہیں برسے گا، بغیر جھکائے نہیں دے گا۔ یہی نبی و ولی کا فرق ہے۔ نبی اکڑنے والوں کو بھی دیتے ہیں، ولی جھکنے والوں ہی کو دیتا ہے۔ دریا کا معاملہ ہے یہ ابر بن کر نہیں آئے گا، یہ تمہارے اُوپر نہیں برے گا۔ جب سمندر رسالت سے بخارات بن کر اُٹھے ہم نے کہا کہ یہ صحابہ کرام ہیں، جب ٹھہر گئے ہم نے کہا کہ تابعین ہیں، جب برس گئے ہم نے کہا یہ تبع تابعین ہیں، جب دریا بن کر چلے تو کہا کہ یہ غوث کا دریا ہے، یہ خواجہ کا دریا ہے، یہ نقشبندی دریا ہے، یہ سہروردی دریا ہے اور کئی دریا نکلتے چلے گئے، لوگ پیا سے اب نہ رہے۔

اب یہ بڑی بد قسمتی ہوگی کہ دریا کے کنارے ہوا اور پیا سے رہو کھانا سامنے رہے اور بھوکا مر جاؤ؛
دوا ہاتھ میں رہے اور بے دوا مر جاؤ؛ اس میں تو مرنے والے کا قصور ہے دوا کا کیا قصور ہے۔
اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ۔

﴿☆☆☆﴾ اولیاء اللہ سے ٹکرانے کا انجام : آپ نے دیکھا ہوگا بجلی کے کھبوں
(Electric Transformers) پر ایک لال تختی لگی ہوتی ہے جس پر ’ہوشیار‘ ’خطرہ‘ ’وارننگ‘
لکھا ہوتا ہے۔ یعنی اے راستہ چلنے والو ! اے لوگو ! بجلی کے کرنٹ سے اندھیرے گھر کو روشن
رکھنا مگر اس سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا۔ یہ عام کھبوں کی طرح نہیں ہے اس کے اوپر بجلی کا تار ہے اور
اس تار میں بجلی کا کرنٹ ہے اس سے ٹکرانے کی کوشش کرو گے تو بے جان ہو جاؤ گے۔ بلا تیش اللہ
تعالیٰ نے اپنے مخصوص بندے اولیاء کا تعارف حرف تنبیہ آلا اور حرف تاکید اِن لاکر اشارہ فرما دیا
کہ میرے اولیاء سے دل کے اندھیرے گھر کو روشن رکھنا اور اُن کے فیض باطنی سے مستفیض اور مستبیر
ہونا مگر اُن سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا۔ اس لئے کہ یہ عام لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔ ان میں
مدینہ منورہ کے ہائی پاور ہاؤس کا ایمانی کرنٹ رواں دواں ہے۔ بجلی کے کھبوں سے ٹکرانے سے
جسم و جان کا خطرہ ہے بے جان ہو جاؤ گے..... اور اولیاء اللہ سے ٹکرانے میں اذعان و ایمان کا
خطرہ ہے اولیاء سے ٹکراؤ گے تو بے ایمان ہو جاؤ گے۔

عقل توتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

ولی سے دشمنی رکھنا خدا سے جنگ کرنا ہے : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے ولی کو ابداء پہنچائی اُس سے میری جنگ حلال
ہوگئی۔ (حلیۃ الاولیاء) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ان اللہ قال
من عادى لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری شریف) بیگ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے
میرے ولی سے دشمنی رکھی میں اُسے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ یعنی دلیوں سے دشمنی رکھنے والے
اُن سے دشمنی نہیں رکھتے، درحقیقت وہ خدا کے دشمن ہیں، کیونکہ اولیاء کرام محبوبانِ خدا ہیں اور
محبوبوں کا دشمن کبھی دوست نہیں ہو سکتا، بظاہر وہ کتنا ہی خیر خواہ کیوں نہ ہو۔

دشمنانِ اولیاء خدا سے جنگ کرتے ہیں اور اصول یہ ہے کہ دورانِ جنگ ایک فریق دوسرے
فریق کی سب سے اعلیٰ اور بہتر چیز کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ خدا سے جنگ کے دوران اولیاء

کے دشمنوں کا ایمان جھین لیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دشمنانِ اولیاء کو بے ایمانی کی حالت میں موت آتی ہے۔ (العیاذ باللہ منہ)

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً گستاخیِ اولیاء سے

ولی پر اعتراض : حضرت غوثِ عالمِ مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی شان میں چند روایتیں نما لوگوں نے خطابِ جہانگیر پر چمکیاں شروع کیں اور کمالِ جرأت سے خود آکر اعتراض کیا کہ آپ کا لقب جہانگیر کیوں ہے؟ کیا آپ دُنیا بھر کے اولیاء اللہ سے بڑھ کر ہیں؟ جو لقب کسی کو نہ ملا وہ آپ کو کیسے ملا؟ اس میں غرور و نفوت کی بو آتی ہے۔ آپ نے پہلے موقعِ حسن فرمایا اور فرمایا کہ یہ عطیہ شیخ (حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ یہ بھی سمجھا دیا کہ تم لوگ مراتبِ ولایت سے نا آشنا ہو۔ کیوں اس بحث میں پڑتے ہو۔ مگر نہ سمجھنے والے کو کوئی کیا سمجھا سکتا ہے، معترض کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور زباں درازی بڑھتی گئی۔ حضرت مخدوم پر جلال کا غلبہ ہوا، نظر قہر ڈال کر فرمایا کہ تم اتنا سمجھنے سے عاجز ہو کہ میں جہانگیر ہوں۔ اب میں تم کو دکھا دیتا ہوں کہ میں جہانگیر بھی ہوں اور جہانگیر بھی۔ اس ارشاد کے ساتھ ساتھ معترض و کتہ چین کی جان نکل گئی (حیاتِ غوثِ عالم)

خزینۃ الاصفیاء میں مقامِ واقعہ روح آباد (کچھو چھو شریف) ظاہر کیا گیا ہے اور معترض کا نام علی قلندر بتلایا ہے جو اپنے ہمراہ پانچ سو قلندروں کو لے کر حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں بے ادبی کے ساتھ پہنچا اور جس نے اپنی لا طائل باتوں سے حضرت مخدوم کے مزاجِ لطیف میں تکدر پیدا کر دیا تھا۔ حضرت مخدوم کے پُر جلال اور غضبناک ہونے پر قلندر دھڑام سے گرے اور وہیں دم توڑ دیا..... پانچ سو ہمراہی تو بہ کر کے مرید ہو گئے۔ (سیرالاکھیار محفلِ اولیاء)

حضرت غوثِ عالمِ مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی مقبولیت حاجی چراغِ ہند رحمۃ اللہ علیہ کو ناگوار گذری۔ انہیں دنوں شیخ کبیر سرور پوری تحصیلِ علم سے فارغ ہو کر کسی مرشدِ برحق کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی چہرہ سرخِ قام بزرگ نے اُن کو بیعت کیا ہے وہ اس کے صواب و ولایت بزرگ حاجی چراغِ ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر خواب میں جو نورانی صورت دیکھی تھی نہ پائی۔

چنانچہ اسی فکر اور سوچ میں کچھ دن اسی خانقاہ میں مقیم ہو گئے۔ جب حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی ولایت کا چرچا ہوا تو گلی گلی کوچہ کوچہ آپ کے ذکر مقدس سے گونج رہا تھا، لوگوں کے غیر معمولی رجحان کو دیکھ کر شیخ کبیر کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ خدمت عالی میں حاضر ہو کر زیارت کا شرف حاصل کریں۔ حضرت مخدوم نماز اشراق پڑھ کر ساتھیوں میں تشریف فرما تھے، ابھی شیخ کبیر دُور ہی سے دکھائی پڑے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ جس دوست کے بارے میں تم لوگوں سے میں کہا کرتا تھا وہ آگیا، حضرت مخدوم نے فرمایا یہ وہی بچہ ہے جس کے بارے میں میرے مُرشد نے فرمایا تھا۔ خادم نے اُن کے پہونچنے سے پہلے ہی روٹی اور شربت تیار کر کے رکھ لیا۔ شیخ کبیر حاضر ہوئے اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن سے خواب میں بیعت کی تھی، سُر قدموں میں رکھ دیا اور مُرید ہو کر سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہو گئے۔ جب شیخ حاجی چراغ کو معلوم ہوا کہ شیخ کبیر، حضرت مخدوم کی بیعت کر لی ہے تو انہیں رنج ہوا اور حالتِ جلال میں فرمایا کبیر جوانی ہی میں مَر جائے گا۔ حضرت شیخ کبیر کو اُسی وقت معلوم ہو گیا کہ شیخ چراغ ہند جلال فرما رہے ہیں، خود حضرت مخدوم کو اس حالت کی اطلاع ہو گئی، فرمایا کہ فرزند کبیر! فکر نہ کرو تم ایک دن پیر کبیر ہو گے لیکن تم بھی اُن کے حق میں کچھ کہو۔ شیخ کبیر نے کہا پہلے حاجی چراغ مرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا پہلے حاجی چراغ کا انتقال ہوا اور پانچ سال بعد شیخ کبیر نے رحلت فرمائی۔ (مرآۃ الاسرار، خزینۃ الاصفیاء، تذکرۃ مشائخ عظام، حیات غوث العالم)

ولی کو آزمانے کی سزا : ظفر آباد میں یہ ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا کہ مسخروں نے ایک جنازہ بنایا اور ایک مسخرہ کو اس میں لگا کر سمجھا دیا کہ جنازہ حضرت مخدوم کے پاس لے چلا ہوں، جب وہ نماز پڑھنے کھڑے ہوں اور اللہ اکبر کہیں تو نکل کر ہنسوتا کہ ہم سب لوگ مضحکہ اُڑائیں۔ بہر حال مصنوعی جنازہ لیے وہ لوگ حضرت مخدوم کے پاس روتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ حضور جنازہ حاضر ہے نماز پڑھا دیجئے۔ مسخروں کا مقصد یہ تھا کہ جب حضرت مخدوم تکبیر کہیں مُردہ اپنی چار پائی سے اُٹھ کر حضرت کے پاس آئے اور سلام کر کے کہے اے حضرت آپ کی کرامت میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ آپ نے مجھ بے جان کو زندہ فرمادیا، اس بنا پر آپ کو شرمندگی ہوگی اور ذلت و رسوائی کا سبب ہوگا۔ بدبختوں کو یہ خیال نہ آیا کہ اگر یہ واقعی بزرگ نکلے تو انجام کیا ہوگا۔ حضرت مخدوم نے نور باطن سے سارا حال معلوم کر لیا تھا اسی لئے ابتداء میں

احتراف فرمایا مگر جب مسخروں کا اصرار بڑھا تو آپ نے نماز جنازہ پڑھائی، تکبیر اولیٰ ہی میں وہ شخص جان بحق ہو گیا، اللہ اکبر کہتے ہی مصنوعی مردہ واقعی مردہ ہو گیا۔ مسخرے پیچھے کھڑے ہنس رہے تھے اور متوقع تھے کہ اب مردہ اُٹھ کر سلام کرتا ہے مسخروں کو انتظار رہا کہ اب مصنوعی مردہ کھٹکھٹا مارتا ہے لیکن اُس نے جنبش تک نہیں کی مَرْدہ نہ اُٹھا تو ہوش اُڑ گئے۔ نماز ختم ہو گئی تو حضرت مخدوم نے فرمایا کہ جنازہ لے جاؤ اور مردہ کو دفن کرو۔ لوگوں نے دیکھا تو واقعی اُس کو مردہ پایا۔ بہت مضطرب ہوئے، روئے پیٹے اور پاؤں پر گر کر معافی مانگی، جب کہیں جا کر مردہ میں زندگی پیدا ہوئی (معارجِ ولایت) جب یہ کرامت مشہور ہوئی طالبِ حق جو حق خدمتِ عالی میں حاضر ہونے لگے اور چھوٹا بڑا قدمبوسی پر ٹوٹا پڑتا تھا۔ (خزینۃ الاصفیاء، حیاتِ غوثِ العالم، سیر الاولیاء، محفلِ اولیاء)

کرامت اور جادو کا مقابلہ : حضرت غوثِ العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا قافلہ جب کچھ شریف اُترا تو قرب و جوار کے سارے آدمی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے، سب سے پہلے موضع زمیندار حضرت ملک محمود نے قدمبوسی کی۔ حضرت مخدوم نے اُن پر بہت زیادہ شفقت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرے پیرومرشد نے مجھے یہیں کے لئے قیام کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمہارے نزدیک یہاں کون سی جگہ ہمارے رہنے کے لئے مناسب ہے۔ ملک محمود نے عرض کیا کہ حضور یہاں ایک جوگی بڑی اچھی جگہ رہتا ہے لیکن بڑا جادوگر ہے اُسے اپنی سفلی قوتوں پر بڑا ناز ہے وہ کسی روحانی طاقت ہی سے زیر ہو سکتا ہے۔ اگر خادمِ بارگاہ اُس کو نکال دیں تو بہت نفیس جگہ ہاتھ لگے گی آپ نے آیت کریمہ ﴿قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (بنی اسرائیل/ ۸۱) پیکِ حق آیا باطل چلا گیا، پیکِ باطل کو شتاب ہی تھا..... کی تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ بہر حال اُس جگہ کو دیکھ لینا بھی چاہئے۔ کچھ ہمراہیوں اور ملک محمود کو لے کر اُس مقام پر تشریف لے گئے، دیکھتے ہی فرمایا کہ بس یہی جگہ تھی جس کو حضرت شیخ نے دکھایا تھا۔ یہاں سے ان چند بید بینوں کو نکال دینا بالکل آسان ہے۔ حضرت مخدوم نے ایک خادم سے فرمایا کہ جوگی سے کہہ دو کہ بس بوریا بستر سنبھالے اور کہیں نکل بھاگے۔ خادم نے جا کر یہی کہہ دیا تو جوگی نے مغرورانہ لہجے میں کہا کہ ہمارا نکلنا کوئی مذاق نہیں ہے۔ ہم اُن کی روحانی طاقت آزمانے کے بعد ہی یہ جگہ چھوڑیں گے کوئی قوتِ ولایت سے نکالے تو نکالے ورنہ ہمارا نکالنا ہی ٹھٹھا نہیں ہے۔

جمال الدین راؤت اُسی دن حضرت مخدوم کے ہاتھ پر مرید ہوئے تھے۔ آپ نے اُن سے فرمایا کہ جاؤ جو بات جوگی دیکھنا چاہے دکھا دو۔ جمال الدین جوگی سے بچپن ہی سے ڈرے ہوئے تھے ہمت نہ پڑی، آپ نے قریب بلایا، پان کی گوری چکا کر جمال الدین کے مُنہ میں رکھ دیا، پھر کیا تھا جمال الدین اشرفی کچھوچھ کے شیر بن گئے اور بہادروں کی طرح جوگی کے پاس چلے گئے اور نکلنے کو کہا۔ باہم خوب باتیں ہوئیں، آخر سب جوگی کہنے لگے کہ پہلے کچھ کرامت دکھاؤ تو ایسی باتیں منہ سے نکالو۔ جمال الدین نے کہا کہ ہمارا کام کرامت دکھانا نہیں ہے لیکن اب تم کہتے ہو تو مجبوری ہے، اچھا بولو کیا دیکھنا چاہتے ہو۔ کہتے ہیں کہ جوگیوں کو طیش آگیا، جادو کے کچھ منتر پڑھے اور جمال الدین کی طرف پھوٹکا، ہر سمت سے کالی چوئیاں نکل پڑیں، زمین کالی ہوگئی اور ساری چوئیاں جمال الدین کی طرف بڑھیں۔ جمال الدین نے حضرت مخدوم کی طرف توجہ کی اور چوئیاں کی فوج پر غضب کی نگاہ ڈالی تو کسی کا نام و نشان بھی میدان میں نہ رہ گیا۔ اس کے بعد جادوگروں نے غضبناک شیروں کی فوج بنا کر بھیجی۔ جمال الدین نے فرمایا کہ بھلا مصنوعی شیر بھی شیر ان حق کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ آپ نے شیروں پر ایک پُر جلال نظر ڈالی، سارے شیروں نے میدان چھوڑ دیا۔ آخر جوگی خود مقابلہ میں آیا اور اپنا سونٹا ہوا میں اڑایا۔ حضرت جمال الدین نے حضرت مخدوم کے عصا شریف کو اوپر ہوا میں چھوڑ دیا۔ عصائے مخدومی نے جوگی کے سونے کو کھلے کھلے کر کے زمین پر گرادیا۔ جب جوگی کے طلسماتی حربے ناکام ثابت ہوئے تو اُس نے حضرت مخدوم کی روحانیت کا اعتراف کر لیا اور کہا مجھے حضرت مخدوم کی بارگاہ میں لے چلو، میں اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا۔ جوگی نے آکر حضرت مخدوم کے قدموں پر سر رکھ دیا اور مشرف باسلام ہوا۔ حضرت مخدوم نے اُس کا نام عبداللہ رکھا۔ اسی وقت اُس کے تمام چیلے مسلمان ہو گئے۔ سب لوگ اپنی مذہبی کتاب حضرت مخدوم کے سامنے لائے اور آگ میں جلا کر پھونک دیا۔ حضرت مخدوم نے اُن سے بڑی ریاضت کرائی اور تالاب کے کنارے اُن کی نفست کے لئے ایک جگہ مقرر فرمادی۔ کہتے ہیں کہ جوگی کے اسلام لانے پر اُس دن کوئی پانچ ہزار اشخاص مسلمان ہوئے تھے۔ جوگی کے مسلمان ہونے کے بعد حضرت مخدوم نے اپنا سارا سامان اُسی مقام پر منگوا لیا جو پہلے جوگیوں کی جگہ تھی اور ہمارہوں کے لئے صلحہ و صلحہ قیام گاہ تجویز فرمادیا، سب نے اپنا اپنا حجرہ بنالیا اور خانقاہ اشرفی کی تعمیر تھوڑے دنوں میں ملک محمود نے کرا دی۔ (حیات غوث العالم، خزینۃ الاصفیاء، تذکرہ مشائخ عظام)

☆ ہندو فقراء کا ایک گروہ غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی خدمت میں آیا اور بت خانہ اور بتوں کے جواز و اہمیت پر بحث شروع کر دی۔ فرمایا تم انھیں پوجتے ہو ذرا ان سے اپنی تعریف تو کراؤ۔ پھر آپ نے قریب ہی بت خانہ میں جا کر ایک بت کو اشارہ کیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر فوراً آپ کے سامنے آ گیا اور آپ کی تعریف کی۔ یہ زندہ کرامت دیکھ کر تمام ہندو فقراء اور بہت سے ہندو اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ (معارج الولايت، سیر الانبیاء، محفل اولیاء)

☆ غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی ذات مقدسہ سے پیشمار کرامات کا ظہور ہوا ہے جو اولیاء کے تذکروں اور کتب تصوف میں موجود ہے۔ حضرت مخدوم کی سب سے بڑی کرامت جس کا تسلسل سات سو سال سے ہنوز جاری ہے وہ آپ سے منسوب خاندان اشرفیہ کے سادات اشرفیہ ہیں اور اسی اشرفیہ بوستان کے مہکتے پھول ہیں حضور شیخ الاسلام تاجدار اہلسنت علامہ سید محمد مدنی اشرفیہ جیلانی اور حضرت غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفیہ جیلانی۔ خاندان اشرفیہ کے پہلے فرزند مخدوم الافاق سید عبدالرزاق نور العین اشرفیہ جیلانی (۶۵ھ) سے شہیدہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ علی حسین اشرفیہ جیلانی، عالم ربانی حضرت علامہ سید شاہ احمد اشرف، حضرت سید محمد اشرفیہ محدث اعظم ہند، حضرت مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف اشرفیہ جیلانی، اشرف العلماء علامہ سید حامد اشرف، شیخ اعظم حضرت سید محمد اظہار اشرف، حضرت سید محمود اشرف اشرفیہ جیلانی، شیخ طریقت حضرت سید محمد جیلانی اشرفیہ، حضرت علامہ سید کلیم اشرف، حضرت سید راشد کی اشرفیہ جیلانی، حضرت سید نورانی اشرفیہ جیلانی، حضرت سید حسن عسکری اشرفیہ، حضرت سید قاسم اشرف اشرفیہ جیلانی، تک سات سو سالوں میں خانوادہ اشرفیہ نے ملت اسلامیہ کو ایک سے ایک روحانی فرزند عطا کئے جن کے علم و کمال اور فضل و جلال کے آگے صاحبان بصیرت گھٹنے ٹیک دیا کرتے ہیں، علم ظاہری کے ہمالہ اور علوم باطنی کے بحر بیکراں، جنہوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں انسانیت کی بے لوث خدمات انجام دیں، فضل و عطا کے موقی بکھرے، روحانی عظمت کے پرچم لہرائے، علوم باطنی کے دریابہائے کروڑوں گم گشتیگان معرفت کو عرفان و ایقان کی شاہراہ عطا کی۔ عرب و عجم میں آج بھی لاکھوں فرزند ان اسلامیہ انہیں سادات اشرفیہ کے چشمہ فضل و کرم سے سیاسی انسانیت کو سکون بخش رہے ہیں۔

بے ایمانوں کا کوئی ولی (حمایتی و مددگار) نہیں :

جن لوگوں کو اولیاء اللہ کا دامن نصیب نہیں ہو، وہ گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہیں۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اولیاء کرام سے وابستگی اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ تک رسائی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ بے یار و مددگار ہونا ہی بہت بڑا عذاب ہے۔

☆ ﴿وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَلِيٍّ مِنْ بَعْدِهِ﴾ (الشوری) اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی ولی (رفیق) نہیں، اللہ کے مقابل۔ (یعنی گمراہ کا کوئی مددگار نہیں)

☆ ﴿وَمَنْ يُضِلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْسِدًا﴾ (الکہف) اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اُس کا کوئی (ولی مرشد) حمایتی راہ دکھانے والا نہ پائے گا (گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی مرشد و رہبر)

☆ ﴿وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَافِلٍ ﴿ (الشوری) اور اُن کے کوئی دوست نہ ہوئے کہ اللہ کے مقابل اُن کی مدد کرتے اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کے لئے کہیں راستہ نہیں۔

(یعنی کفار کو جن دوستوں پر دنیا میں بھروسہ تھا یا جن قرابت داروں کے متعلق اُن کا خیال تھا کہ قیامت میں ہماری مدد کریں گے وہ کوئی مدد نہ کریں گے)

☆ ﴿فَمَنْ يَهْدِیْ مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَّاصِرِينَ﴾ (الروم) تو اُسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا اور اُن کا کوئی مددگار نہیں (بے یار و مددگار ہونا کفار کا عذاب ہے)

☆ ﴿وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَیْمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ﴾ (المومن) اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا جاتا جائے۔

☆ ﴿وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (اور اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار)

اولیاء کرامِ خدائی طاقت کے مظہر ہیں :

دولتِ ایمان سے مشرف ہونے کے بعد اہل عزم و ہمت ترقی کے مختلف درجات طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس بلند مقام پر فائز ہو جاتے ہیں جس کی وضاحت حضور رحمت عالمیان ﷺ نے یوں بیان فرمائی کہ لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بندہ نفل عبادات سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ہی اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ (بخاری شریف)

جب بندے کو قرب نوافل کے ذریعے درجہ محبوبیت پر فائز کر دیا جاتا ہے تو نور جلال خداوندی اس کی آنکھوں میں آ جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُهُ** (بخاری شریف)

اور میں اس کی بصارت بن جاتا ہوں وہ اس سے دیکھتا ہے۔

یہ انسانیت کا کمال ہے کہ بندہ صفات خداوندی کا مظہر ہو جائے۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفت سمیع کی تجلیاں اس کی سمیع میں چمکنے لگیں گی تو یہ ہر قریب و بعید کی آواز کیوں کر نہ سن لے گا۔ یہ اس کی ذاتی صفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تجلی کا ظل ہے کس ہے اور پر تو ہے۔ پر تو اور ظل غیر مستقل ہوتا ہے اور پر تو والا مستقل ہوتا ہے۔ پس اصل توحید تو یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کرے کہ خدا کی صفات کا آئینہ بن جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ 'سطعات' میں تحریر فرماتے ہیں:

اہل ولایت ایک صفت سے دوسری صفت میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں جیسے کہ برف کے نیچے آگ جلائی گئی یہاں تک کہ برف پگھل کر پانی بن گئی۔ اس کے بعد آگ جلتی رہی۔ یہاں تک کہ پانی کی ٹھنڈک ختم ہو گئی اور اس میں فور آ گیا۔ اس کے بعد بھی آگ جلنے کا عمل جاری رہا یہاں تک کہ پانی گرم ہو گیا۔ آگ پھر بھی جلتی رہی یہاں تک کہ وہ پانی ان خصوصیات کا حامل بن گیا جو آگ میں ہیں، مثلاً کسی چیز کو پکا ڈالنا یا انسان کے بدن پر آبلہ ڈال دینا۔ ان تمام تبدیلیوں نے (اس پانی کو) پانی ہونے کی حقیقت سے نہیں نکالا (یعنی آگ کی خاصیتوں کے پیدا ہو جانے کے باوجود وہ گرم پانی، پانی ہی رہا، آگ نہیں بنا) البتہ یہ ضرور ہے کہ پانی کی حقیقت، آگ کی حقیقت کے قریب تر ہو گئی۔ اسی طرح صوفیائے کرام کی فتاویٰ (غائی فی اللہ و باقی باللہ) اُن کو انسانی حقیقت سے خارج نہیں کرتی بلکہ اس نے انہیں انسانیت کے ان اوصاف سے دور کر دیا جو حیوانات (جانوروں اور درندوں) کے مماثل تھے اور (انسانیت کے اُن اوصاف) کے قریب کر دیا جو ملائکہ اور ان کے بعد عالم جبروت سے مناسبت رکھنے والے ہیں (سطعات۔ اردو ترجمہ مولانا سید محمد متین ہاشمی)

☆ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ إِلَىٰ بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا كَخَزَائِنِهِ عَلَىٰ خُكْمِ إِيصَالِي

میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا، تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر تھے۔

وعزتي ربي ان السعداء والاشقياء يعرضون علي وان عيني في اللوح المحفوظ وانا غائص في بحار علم الله (زبدۃ الاسرار ونبطۃ الاسرار) مجھے رب العزت کی قسم! بیشک سعد اور اشقیاء مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری آنکھ لوح محفوظ میں دیکھتی ہے۔ میں علم الہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

☆ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

یعنی لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتی ہے اور جو کچھ اس میں محفوظ ہے وہ خطا سے محفوظ ہے۔

☆ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: میں لوح محفوظ میں دیکھتا ہوں (تفسیر مظہری) ☆ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اکبر، حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع کبیر، طبری و ابونعیم نے حضرت حارث سے روایت کی کہ ایک بار میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سرکار نے مجھے فرمایا کہ اے حارث! تم نے کس حال میں دن پایا؟ میں نے عرض کیا کہ سچا مومن ہو کر۔ پھر فرمایا، تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: کانی انظر الی عرش ربی بارئاً وکانی انظر الی اهل الجنة يتزاوون فيها وکانی انظر الی اهل النار يتضاعون فيها میں گویا عرش الہی کو ظاہر اُدیکھ رہا ہوں اور گویا جنتیوں کو ایک دوسرے سے جنت میں ملتے ہوئے اور دوزخیوں کو دوزخ میں شور مچاتے دیکھتا ہوں۔

محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا؟ جب اس آفتاب عالمتاب کے ذروں کی نظر کا یہ حال ہے کہ جنت و دوزخ، عرش و فرش، جنتی و دوزخی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کوئی چیز اُن سے پوشیدہ نہیں تو آفتاب کو تین سراجا منیرا ﷺ کی نظر کا کیا پوچھنا؟ کیا اُن کی نگاہ نبوت سے کوئی چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے؟۔۔۔ ہرگز نہیں!

دلِ فرش پر ہے تری نظر، سرِ عرش پر ہے تری نذر ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں ☆ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جن کے مزار پر انوار پر خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کیا، فیض باطنی حاصل کرنے کے بعد یہ شعر آپ کی شان

میں فرمایا جو آج بھی وہاں کندہ ہے:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کا ملاں را رہنما

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی جھونپڑی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہندوؤں کی بارات قریب سے گزری۔ جھونپڑی کے قریب آتے ہی وہ راستہ بھول گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک فقیر بیٹھا ہوا ہے۔ وہ ہندو داتا صاحب علیہ الرحمہ کے پاس آئے اور کہا، اے فقیر! ہم راستہ بھول گئے ہیں، ہمیں راستہ بتا دو۔ حضرت نے فرمایا: راستہ بتا دوں یا دکھا دوں؟ انہوں نے کہا دکھا دو۔ داتا صاحب علیہ الرحمہ نے توجہ فرمائی تو اُن کو روضہ مصطفیٰ ﷺ نظر آ گیا، وہ تمام ہندو مسلمان ہو گئے۔ (مقامات اولیاء)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں یہ بات مشہور ہے کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں مریدوں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے شیخ! ہمیں کوئی ایسی نصیحت فرمائیے جس سے ہمارے دلوں کو راحت اور سکون نصیب ہو۔ آپ نے اُن کی درخواست قبول نہ فرمائی اور فرمایا کہ جب تک میرے شیخ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں میں کوئی نصیحت نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ آپ ایک رات سو رہے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے جنید! لوگوں کو نصیحت کی باتیں کہا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کلام کو ایک عالم کی نجات کا سبب بنا دیا ہے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرا درجہ شاید میرے شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے درجہ سے بڑھ گیا، اسی لئے تو حضور ﷺ نے مجھے وعظ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی بھیجا کہ جب جنید (رحمۃ اللہ علیہ) نماز ادا کر لے تو اُسے کہو کہ مریدوں کے کہنے سے تم نے انہیں کوئی نصیحت نہ کی اور مشائخ بغداد کی سفارش بھی تو نے رد کر دی اور میں نے پیغام بھیجا تب بھی تم نے وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری نہ کیا۔ اب حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُن کے حکم کی تعمیل ضرور کرنا چاہئے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھے شیخ کے اس ارشاد کے بعد میرے دل میں جو اپنے درجے کی بلندی کا خیال پیدا ہوا تھا وہ نکل گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ میرے تمام احوال ظاہر و باطن سے

آگاہ ہیں اور انہی کے صدقے مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا ہے اور آپ کا درجہ میرے درجہ سے بہت بلند ہے کیونکہ آپ میرے اسرار پر آگاہ ہیں اور میں آپ کے احوال سے بالکل بے خبر ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے خیال سے استغفار کیا اور پھر آپ سے پوچھا کہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خواب میں اپنی ملاقات کا شرف بخشا اور مجھے فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ نے جنید کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نصیحت کریں تاکہ بغداد والوں کی مُراد پوری ہو۔ اس حکایت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مرشد جس حالت میں بھی ہوا اپنے مریدوں کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے، (کشف المحجوب)

☆ صاحبِ قصیدہ بُردہ علامہ بوصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک روز اچانک مجھے فالج پڑا اور میرا نصف حصہ بے حس ہو گیا۔ اس مصیبت کی حالت میں میرے ضمیر نے مشورہ دیا کہ ایک قصیدہ حضور ﷺ کی مدحت میں لکھوں اور اُس کے ذریعہ اُس بابِ الشفاء سے اپنے لئے شفا طلب کروں۔ چنانچہ اسی حالت میں میں نے اس قصیدہ مبارکہ کو لکھا۔ خواب میں اُس مسیح کو نبین شفاء دارین ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسی عالمِ رؤیا میں یہ قصیدہ حضور ﷺ کے سامنے پڑھا۔ بعد اختتامِ قصیدہ میں نے دیکھا کہ نبی مکرم ﷺ میرے اعضاءِ حقیرہ پر اپنے دستِ نوری کو پھیر رہے ہیں۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے کو بالکل صحتیاب پایا۔ اسی خوشی اور فرحت و مسرت میں علی الصبح میں اپنے گھر سے نکلا تو راستہ میں شیخ ابوالرجاء الصدیق ملے جو اپنے وقت کے قطبِ الاقطاب تھے اور مجھے فرمانے لگے اے امام وہ قصیدہ سناؤ جو حضور ﷺ کی مدحت میں تم نے تالیف کیا ہے۔ چونکہ اس قصیدہ شریف کا علم سوا میرے کسی کو نہ تھا۔ میں نے اُن سے عرض کیا، حضرت کون سا قصیدہ آپ چاہتے ہیں؟ میں نے حضور ﷺ کی مدحت میں اکثر قصائد لکھے ہیں۔ شیخ ابوالرجاء نے فرمایا: وہ قصیدہ سناؤ جس کا مطلع یہ ہے

امن تذکر جیران بدی سلم مزجت دمعاً جرى من مقلة بدم

میں نے حیرت سے عرض کیا یا ابا الرجل من این حفظتها اے ابوالرجاء! یہ قصیدہ آپ نے کہاں سے یاد کیا؟ میں نے یہ قصیدہ حضور ﷺ کے سوا کسی کو اب تک نہیں سنایا ہے نہ کوئی شخص اس وقت تک میرے پاس آیا جس کو یہ قصیدہ میں نے سنایا۔ ابوالرجاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

لقد سمعتها البارحة تنشدها بين يدي النبي صلى الله عليه وسلم وهو يتمايل ويتحرك استحسانا تحرك الاعضاء المثمرة بهبوب نسيم الرياح اے بوسیری ! یہ قصیدہ گذشتہ رات میں نے اُس وقت سنا جب تم دربار رسالت پناہ ﷺ میں عرض کر رہے تھے اور حضور ﷺ اس قصیدہ کو سن کر اظہار پسندیدگی کے لئے پھلوں سے بھر ہوئی ڈالی کی طرح ایسے تماہل و تحرک فرما رہے تھے جیسے وہ ڈالی نسیمِ ریا ح کی حرکت سے ہلنے لگتی ہے۔ بوسیری فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے علی الفور وہ قصیدہ اُن کی خدمت میں پیش کیا، بس اس کے بعد شہر بھر میں یہ خبر عام ہو گئی۔

☆ حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ سفر کی منزل لیں طے کرتے ہوئے دہلی سے جب بہار شریف پہنچے تھے اُسی دن حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۰۲ھ) کا وصال ہوا تھا۔ (حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے مشاہیر مشائخ اور اولیاء کبار میں نمایاں اوصاف حمیدہ اور صفات صالحہ کے حامل تھے) حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کو نور ولایت سے حضرت مخدوم کی آمد معلوم تھی اسی لئے سب خادموں اور وارثوں کو وصیت فرمائی تھی کہ ایک صحیح النسب سید فرزند رسول تارک سلطنت اور ساتوں قرأتوں کا حافظ آ رہا ہے میرے جنازہ کی نماز وہی پڑھائے۔ چنانچہ لوگ منتظر تھے ابھی ذرا سی دیر ہوئی تھی کہ شیخ جلائی نامی ایک بزرگ آبادی سے باہر آ کر تلاش کرنے لگے کہ کوئی آتا ہو۔ آپ بہار شریف پہنچتے ہی شہر میں داخل ہو گئے، شیخ جلائی نے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ انھیں کی تلاش ہم کو ہے، دوڑ کر پوچھا کہ آپ سید ہیں۔ آپ نے بڑی عاجزی سے فرمایا کہ ہاں۔ اسی طرح سب علامتوں کو پوچھا جب سمجھ گئے کہ انھیں کے متعلق حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے امامت کی وصیت فرمائی ہے تو آپ کو حضرت مخدوم الملک کے خلفاء سے ملایا اور جنازہ کے پاس لے گئے، سب لوگوں نے آپ سے نماز پڑھانے کو کہا، پہلے تو آپ نے بطور انکسار انکار فرمایا اور پھر اصرار سے مجبور ہو کر نماز پڑھائی۔

بندہ جب مقام محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے اُس پر انوار الہی کی برسات ہونے لگتی ہے، انوار قدسیہ اُس کے حواس، اعضاء و جوارح اور آلات بن جاتے ہیں۔ نور خداوندی اس کے رگ و ریش میں اثر انداز ہوتا ہے اس طرح یہ مقرب بندہ صفات الہیہ کا مرکز و مظہر بن جاتا ہے وہ اللہ کے نور سے سنتا، اسی کے نور سے دیکھتا، اسی کے نور سے چلتا، اسی کے نور سے پکڑتا، اسی کے نور سے

سوچتا، اسی کے نور سے بولتا اور اسی کے نور سے تصرف کرتا ہے اس کی طاقت اور تصرف کے سامنے مسافت کا قرب و بعد حائل نہیں ہوتا۔ ایک مقام پر بیٹھ کر وہ پوری دنیا میں تصرف کر سکتا ہے کیونکہ وہ انوار قدسیہ کا مہبط اور صفات الہیہ کا مظہر بن جاتا ہے۔

’بندے کا اللہ تعالیٰ کے غیبوں میں سے کسی غیب پر اطلاع پالینا اسی کے نور سے ہے اور یہ (بندے کا غیب پر اطلاع پالینا) کوئی انوکھی بات نہیں، اور یہی مطلب ہے فرمان خداوندی کا کہ میں اس محبوب بندے کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے لہذا حق تعالیٰ جس کی آنکھ بن جائے اس کا غیب کو پالینا کوئی انوکھی اور اچھپنے کی بات نہیں‘ (نہم الریاض شرح شفا شریف)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ’بندہ جب اطاعت و فرمانبرداری پر بھیگی اختیار کرے تو وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُس کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں، پس جب خداوندی کا نور بندہ محبوب کے کان ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور دور کی آوازیں سنتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا نور جلال اُس کی آنکھ بن جاتا ہے تو وہ قریب اور دور کو دیکھ لیتا ہے اور جب جلال الہی کا نور اُس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ مشکلات اور آسائیوں میں دور اور نزدیک میں تصرف (قبضہ و اختیار) پر قادر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں ’شیخ کبیر امام ابو عبد اللہ اپنی عقائد کی کتاب میں فرماتے ہیں: ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بندہ روحانی کیفیت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو اُسے غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور اُس کے لئے زمین سمٹ جاتی ہے اور وہ پانی پر چلتا ہے اور نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے‘ (مرقاۃ)

کرامات : اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو اختیارات، تصرفات، کرامات عطا فرمایا ہے۔ اولیائے کرام سے جو بات عادت کے خلاف ظاہر ہو اُسے کرامت کہتے ہیں۔ اولیائے کرام کی کرامتیں بے شمار ہیں اُن میں سے چند کرامتیں یہ ہیں۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ایک مرغی کی بڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا **قُمِ بِاَذْنِ اللہ** یعنی اے مرغی اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ تو وہ مرغی زندہ ہو گئی۔ اور ایک مرتبہ خلیفہ متجدد باللہ نے اشرافیوں کی تھلیاں آپ کی خدمت میں نذر پیش کیں۔ آپ نے ان تھلیوں کو نچوڑا تو اُن میں سے خون بہنے لگا، آپ نے فرمایا اے خلیفہ تجھے شرم نہیں آتی کہ لوگوں کا خون چوس کر میرے پاس لائے ہو۔ خدا کی قسم اگر مجھے خاندانِ رسول

ہونے کا احترام نہ ہوتا تو اس خون کو اتنا پہنے دیتا کہ تمہارے محلوں تک پہنچ جاتا۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اجیر کے ایک بڑے تالاب کا پانی ایک پیالہ میں لے لیا تو وہ تالاب اتنا سوکھ گیا کہ گویا اس میں کبھی پانی موجود ہی نہ تھا۔ کرامت کا انکار کرنا گمراہی و بد مذہبی ہے۔ (بہار شریعت)

اولیاء اللہ سے محبت رکھنی اور اُن کے افعالِ حسنہ (ایچھے کاموں) کی پیروی کرنی باعثِ سعادت ہے۔ ولایت کے لئے کرامت کا ظاہر ہونا شرط نہیں البتہ شریعت کی پابندی ضروری ہے۔ اولیاء اللہ کو سوتے یا جاگنے میں بعض راز کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں ان کو کشف و الہام کہتے ہیں اگر وہ بہ ظاہر موافق شرع ہیں تو قابلِ قبول ہیں ورنہ نہیں۔

اولیاء اللہ کو وسیلہ ٹھہرا کر بارگاہِ الہی میں التجا کرنی اور دُعا مانگنی جائز ہے مثلاً یوں کہے کہ الہی فلاں بزرگ کے وسیلہ سے یا تصدق و طفیل میں میرا کام کر دے۔

مرتبہ ولایت : مرتبہ ولایت پر فائز ہونے کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے عارف باللہ علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرتبہ ولایت کے حصول کی یہی صورت ہے کہ بلا واسطہ یا بلا واسطہ آئینہ دل پر آفتابِ رسالت کے انوار کا انعکاس ہونے لگے۔ اور پرتو جمالِ محمد علیٰ صاحبہ اہل الصلوٰت و الخیرات تسلیماتِ قلب و رُوح کو منور کر دے اور یہ نعت انھیں کو بخشی جاتی ہے جو بارگاہِ رسالت میں یا حضور کے نائبین یعنی اولیاء اُمت کی صحبت میں بکثرت حاضر رہیں۔

اولیاء کرام میں دو قسم کی قوتیں ہوتی ہیں۔ (۱) اثر قبول کرنے کی (۲) اثر کرنے کی۔ پہلی قوت کی وجہ سے وہ بارگاہِ الہی سے فیض و تجلی کو قبول کرتے ہیں اور دوسری قوت سے وہ ان ارواح و قلوب کو فیض پہنچاتے ہیں جن کا اُن سے روحانی لگاؤ اور قلبی مناسبت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص انکار اور تعصب سے پاک ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو وہ اُن کے فیوض و برکات سے ضرور بہرہ مند ہوتا ہے۔

علماء کرام اور اولیاء عظام : اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کا سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر حضور سید المرسلین ﷺ پر اس سلسلہ کو ختم فرما کر نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند فرما دیا تاہم ہدایت کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھلا ہے۔ حضور ﷺ اصلاح باطن اور اصلاح ظاہر کے لئے تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ و اپنی علوم و روحانی علوم تمام

علوم کا مرکز ہیں۔ چونکہ اب دُنیا میں کوئی نیا نبی اور رسول تشریف نہیں لائے گا اس لئے حضور سرور کائنات ﷺ کے ہماری نگاہوں سے روپوش ہونے کے بعد ہدایت و اصلاح کا یہ کام اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کے دو عظیم گروہوں کے سپرد فرمایا۔ ایک کی توجہ ہے قلب کی طرف اور ایک کی توجہ ہے قلب کی طرف۔ ایک ہے جو قلب کی صفائی کر رہا ہے اور ایک ہے جو قالب کی نقش و نگار اتار رہا ہے۔ ایک ہے علماء کی جماعت اور ایک ہے مشائخ (اولیاء) کی جماعت۔ اولیاء کی نظر قلب پر اور علماء کی نظر قالب پر۔ ظاہری اصلاح کی ذمہ داری علمائے دین کے سپرد ہوئی جب کہ باطن کی اصلاح کا کام صوفیاء و اولیاء کو سونپا گیا۔ جن پاکانِ اُمت کو دین کے ظاہر کی حفاظت پر مامور فرمایا گیا، وہ علماء مفسرین، محدثین، مجددین، مجتہدین، مجاہدین، مصلحین اور مبلغین کہلاتے ہیں جب کہ جن نفوس قدسیہ کے دم قدم سے دین کا باطنی نظام رواں دواں ہے وہ صوفیاء، فقراء، اولیاء (غوث و قطب) کہلاتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ (علماء و اولیاء) ہر دور میں اپنا فریضہ بڑی جانفشانی اور محنت سے ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے مسائل سے آگاہی، دین کی ترویج و اشاعت، عقائد کی درستگی، شریعت کا نفاذ اور مساجد و مدارس کا قیام علماء فرماتے رہے جب کہ خلاص نیت، حضور قلب، توکل، صبر و شکر، تسلیم و رضا، یقین و احسان، فتا و بقا، تزکیہ و تصفیہ اور منازل سلوک اولیاء و صوفیاء طے کرواتے رہے۔ آسمان کی زینت چاند اور تاروں سے ہے تو زمین کی زینت اولیاء اللہ سے ہے۔ ظاہری نور چاند و سورج سے ملتا ہے اور باطنی نور اولیاء اللہ سے ملتا ہے۔ کشتی بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی ہے اسی طرح حیات کی کشتی اولیاء اللہ کے بغیر منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔ جس طرح جسم کے درمیان رگوں سے رشتہ قائم ہے اسی طرح اولیاء اللہ رسول کے زندہ معجزہ ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اولیاء اللہ کے کمال سے رسول کے کمال کا پتہ چلتا ہے۔ عام لوگ دُنیا میں آتے ہیں اور انبیاء اولیاء دُنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ آنے اور بھیجے جانے میں فرق ہے اس لئے کہ آنا اپنی ذمہ داری پر ہوتا ہے اور بھیجنا بھیجے والے کی ذمہ داری پر ہوتا ہے۔ ظاہری عضو کو پاک کرنا علماء کا کام ہے اور دل کا پاک کرنا اولیاء کا کام ہے۔ نماز میں جسم پاک کر دینا، قبلہ رو کھڑا کر دینا، اس کے شرائط و ارکان ادا کر دینا علماء کا کام ہے مگر نماز میں خلوص حضور قلب، اس کا ریاء سے پاک ہونا اولیاء اللہ کے ذریعہ۔ گویا شرائط ادا علماء پورے کراتے ہیں اور شرائط

قبول اولیاء۔ علماء پڑھاتے ہیں اولیاء پلاتے ہیں۔ ایمان کی لازوال نعمت علماء سے ملتی ہے اور ایمان کی حفاظت اولیاء اللہ سے ہوتی ہے۔ شریعت کے حامل کو علماء کہتے ہیں اور طریقت کے حامل کو اولیاء کہتے ہیں۔ جہاں شریعت ختم ہوتی ہے وہیں سے طریقت شروع ہوتی ہے۔ علماء کے دربار میں زبان سنبھال کر رکھنا چاہئے اور اولیاء کی بارگاہ میں دل سنبھال کر رکھنا چاہئے۔ اس لئے کہ اولیاء دل کے خطرات سے واقف ہوتے ہیں۔ علماء کا درس ایک مدت میں حاصل ہوتا ہے اور اولیاء کی ایک نگاہ کرم سے منٹوں میں دل کی دنیا بدل جایا کرتی ہے۔ علماء سُناتے ہیں اولیاء کر کے دکھاتے ہیں۔ سچا عالم وہ ہے جو فرمانِ الہی اور فیضانِ الہی دونوں کا جامع ہو۔ جاہل کے مقابلہ میں شیطان عالم کو زیادہ درغلالتا ہے۔ شیطان جانتا ہے کہ ایک عالم کے بگڑنے سے سارا عالم بگڑ سکتا ہے۔ کسی مذہب میں عالم کا ہونا حقانیت کی دلیل نہیں ہے مگر ولی کا ہونا حق ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ عالم رسول کی سُناتا ہے اور ولی رسول کو دکھاتا ہے۔ میدانِ محشر میں سبھوں کو خوف ہوگا اور اولیاء اللہ بے خوف ہوں گے اس لئے کہ اولوگ حساب دینے جائیں گے اور اولیاء حساب لینے جائیں گے۔

سراج الاولیاء علامہ جلال الدین رومی اپنی شہرہ آفاق تصنیف مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں :

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوح محفوظ اولیاء اللہ کی نگاہوں میں ہے اس لئے کہ یہ حضرات گناہوں سے محفوظ ہیں۔ مقبول بندے کی نگاہ ایک آن میں زنگ آلود دل کو صاف کر کے اس پر صیقل کر دیتی ہے۔ موی علیہ السلام کی نظر سے برسوں کے مجرم جادوگر مومن صحابی صابر اور شہید ہو گئے۔ حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ایک نظر سے چور قطب ہو گئے اس لئے صوفیاء فرماتے ہیں:

ایک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایک زمانہ صحبت با انبیاء بہتر از ہزار سالہ طاعت بے ریا

ایک زمانہ صحبت با مصطفیٰ بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

قرآن مجید اور کتبہ اللہ کا دیکھنے والا صحابی نہیں مگر نبی کریم ﷺ کو اخلاص سے دیکھنے والا صحابی ہے۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے زیادہ صحبت اثر کرتی ہے۔

عالم نزع میں ولی اللہ کی توجہ : علماء اور اولیاء (مشائخ) دونوں کے تعلق اتنے گہرے کہ ایک کے بغیر دوسرے کا کام نہیں چلتا۔ ایمان عالم دین سے ملتا ہے، مگر ایمان کی حفاظت اولیائے کرام سے ہوتی ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ علماء کے شاگرد ہوتے ہیں۔ اولیاء (مشائخ) علماء سے علم حاصل کرتے ہیں اور یہ علماء اولیاء سے بیعت ہوتے ہیں (مُرید ہو جاتے ہیں)۔ یہ دونوں جماعتیں گویا اعمال و ایمان کے دو بازو ہیں جیسے پرندہ دونوں بازوؤں کے بغیر نہیں اُڑ سکتا، ایسے ہی ہمارے اعمال ان دو جماعتوں کے مدد کے بغیر بارگاہ رب العالمین تک نہیں پہنچ سکتے، یہ دونوں جماعتیں زندگی کی گاڑی کے دو پیسے ہیں۔ علماء اور اولیاء دونوں میں ایسا رابطہ ہو گیا کہ نہ ولی کہہ سکے کہ ہمیں عالم کی ضرورت نہیں، اور نہ ہی عالم کہہ سکے ہمیں ولی کی ضرورت نہیں۔ ہم نے تو ایک موقع پر ایک زبردست عالم کا حال دیکھا ہے۔ اپنے وقت کا بہت بڑا امام، بہت بڑا مفکر، اپنے وقت کا بڑا ہی ذی علم جس کو فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ کے نام سے آپ جانتے ہیں۔ ایک ایسا وقت آ گیا تھا کہ انھیں بھی اپنے مُرشد کی ضرورت ہو گئی تھی۔ جب انسان کا نزع کا وقت قریب آتا ہے تو شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ کسی طریقہ سے مرنے والے کا ایمان ضائع کیا جائے کیونکہ اس وقت جو ایمان سے پھر گیا، تو پھر کبھی نہ لوٹے گا، چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو نزع کی حالت میں شیطان آ گیا، توحید کے دلائل سمجھنا چاہتا ہے، کہنے لگا: اے رازی ! تم نے عمر بھر مناظرے کیے، کیا تم نے خدا کو پہچانا؟ آپ نے فرمایا بے شک خدا ایک ہے۔ اس نے کہا اس پر دلیل؟ آپ نے دلیل پیش کی۔ شیطان نے دلیل رد کر دی اور وسوسوں کی یلغار کر دی اور آپ کو سوال کر کے پریشان کرنے لگا۔ امام فخر الدین رازی دلیل دیتے چلے جا رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے تین سو ساٹھ دلیلیں پیش کیں شیطان نے سب ہی رد کر دیں۔ سوالات کے جواب دینے مگر اس کی تفسی کسی طرح نہ ہو سکی۔ وہ دلیل مانگتا جا رہا ہے اور یہ سخت پریشانی میں مایوس ہوتے جا رہے ہیں کہ اب کیا کیا جائے۔ ادھر تقریباً (۳۰۰) میل کے فاصلے پر حضرت پیر نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ

مسجد میں وضو فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے جلال میں آکر اپنا لوندا دیوار پر مارا اور بولے 'تم صاف کیوں نہیں کہتے کہ میں نے خدا کو بے دلیل مانا ہے' یہ بات امام فخر الدین رازی تک زوہانی طریقے سے فوراً پہنچ گئی اور یوں اُن کی شیطان سے خلاصی ہوئی، یہ سکر شیطان چلا گیا۔ جب مریدوں نے حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے لوندا دیوار پر مارنے کا سبب پوچھا تو انھوں نے امام رازی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، 'اگر وہ مزید شیطان کے سوالوں کا جواب دے دیتے تو اُن کا ایمان خارج ہو جاتا..... لہذا میں نے اُن کو یہاں سے ہی متنبہ کر دیا کہ تم خدا کو بے دلیل مان لینے کا اقرار کرو۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ایک جید عالم کے ایمان کا تحفظ کر لیا اور ایک کامل مرشد کا ہی کام ہے کہ وہ باطنی طور پر اپنے مرید کا تحفظ اور نگرانی کرے۔ آج بھی دلیلیں مانگی جاتی ہیں جو علماء صالحین سے ثابت ہیں اور اولیاء کاملین سے ثابت ہیں اور اہل علم کی کتابوں سے ثابت ہیں۔ ان نظریات کے لئے دلیل مانگی جاتی ہے۔ جب دلیل دی جاتی ہے تو اس میں شک ڈالا جاتا ہے۔ کیا ہی اچھا جواب ہوتا کہ اگر تم بھی دلیل مانگنے والوں سے کہہ دو کہ دلیل تو علماء کا منصب ہے ہم تو بلا دلیل ہی مانتے ہیں۔ اس لئے کہ حدیث **مَآرَاہُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ** جس کو مؤمنین اچھا کہہ دے وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

اولیاء اللہ اور تبلیغ اسلام : آج برصغیر (ہندوپاک) کی سرزمین پر جو کروڑوں مسلمان دکھائی دیتے ہیں تو یہ کسی بادشاہ سپہ سالار، جرنیل کی تبلیغ کا نتیجہ نہیں..... بلکہ یہ لوگ اولیاء عظام (حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نظام الدین محبوب الہی، حضرت خواجہ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز، حضرت غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی، حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، حضرت سید علی حسین اشرفی گچھوچہ شریف.....) اور علمائے کرام (حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت فضل حق خیر آبادی، حضرت عبدالقادر بدایونی، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت سید محمد اشرفی محدث اعظم ہند، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت احمد رضا خان بریلوی، حضرت انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی، حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی.....) کی سعی جمیل سے حلقہ گوش اسلام ہوئے ہیں۔ یہی وہ مردانِ حق ہیں جن کے طفیل کفر و شرک کی کالی گھٹائیں کا فور ہو گئیں۔

ضلالت و گمراہی کے اندھیرے چھٹ گئے۔ ظلمت کدہ ہند میں نورِ اسلام کا اُجالا پھیلا۔ فضائیں نغمہ توحید و رسالت سے معمور ہو گئیں اور بتوں کے پجاری خدائے وحدہ لا شریک کے حضور سجدہ ریزے ہو گئے۔ مگر افسوس کہ آج انہی پاکبارہستیوں کے آستانوں کی حاضری کو شرک و بدعت قرار دیا جا رہا ہے حالانکہ انہوں نے شرک و بدعت کے قلعے گرائے اور توحید و رسالت کے جھنڈے لہرائے اور انہی کی بدولت ہمیں دین و ایمان کی دولت نصیب ہوئی ہے۔ یہ اولیاء کرام کی قائم کردہ خانقاہیں اور آستانے ہی ہیں جہاں سے دُنیا والوں کو توحید کا نور ملا، شریعت کا شعور ملا، سنت کا جامِ ظہور ملا۔ خانقاہوں اور آستانوں سے فیضاب ہونے والوں نے شرک کی جڑیں اکھاڑیں، کفر کے مراکز ختم کئے، حق کا بول بالا کیا، کفر کا منہ کالا کیا، بت کدوں میں توحید کی شمعیں جلائیں، کلیساؤں میں اذانیں سنائیں، رسالت کے علم لہرائے، صداقت کے سکے جمائے، عبادت کے نشے چڑھائے، بطالت کے صنم گرائے۔ اسی نظام والوں نے دُنیا کے بت کدوں میں لوگوں کو توحید کا پیغام دیا، وحدت کا جام دیا، اسلام کا نام دیا، دین کا نظام دیا، شریعت کا انعام دیا۔

تصرف اولیاء : امام اہلسنت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ اُن کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اکبر آباد میں مرزا محمد زاہد سے تعلیم کے دوران ایک دفعہ درس سے واپسی پر ایک لمبے کوچے سے گزر ہوا۔ اس وقت میں خوب ذوق میں سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار گنگنا رہا تھا

جز بادِ دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است جز ستر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوی لوحِ دل از نقشِ غیر حق علمی کہ رہ بحق تمنا میدہالت است
اتفاق کی بات چوتھا مصرع میرے ذہن سے اُتر گیا۔ ہر چند ذہن پر زور دیا لیکن یاد نہ آیا۔ اس تار کے ٹوٹنے سے میرے دل میں سخت اضطراب اور بے ذوقی کی کیفیت پیدا ہوئی کہ اچانک ایک فقیر منش، بلخ چہرہ، دراز زلف، پیر مرد نمودار ہوا اور اس نے مجھے لقمہ

دیا۔ 'علی کہ رہ بحق تنمایہ جہالت است' میں نے کہا جزاک اللہ خیر الجزاء آپ نے مجھے کتنی پریشانی سے نجات دلائی ہے۔ انہوں نے فرمایا میں جلد تر جانا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے قدم اٹھایا اور کوچہ آخر میں رکھا۔ میں نے جان لیا کہ کسی اہل اللہ کی رُوح مبارک انسانی شکل میں جلوہ گر ہے میں نے آواز دی کہ اپنے نام سے تو اطلاع دیتے جائیے تاکہ فاتحہ تو پڑھ لیا کروں۔ فرمایا، 'فقیر کو سعدی کہتے ہیں (انفاس العارفین)

علوم اولیاء : امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ 'میرے والد شہید شہادت کے بعد کبھی کبھار ظاہری شکل و صورت میں مجسم ہو کر میرے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور حال و استقبال (مستقبل) کی خبریں سنایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ محدثی برادر گرامی کی دختر کریمہ بیمار ہو گئی۔ اس کی بیماری نے طول پکڑا۔ انہی ایام میں ایک دن تن تنہا میں اپنے حجرے میں سو رہا تھا کہ اچانک والد شہید تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ کریمہ کو ایک نظر دیکھ لو لیکن اس وقت گھر میں بہت سی دوسری مستورات (عورتیں) آئی ہوئی ہیں، اُن کی موجودگی میں وہاں جانا طبیعت پر گراں گزرتا ہے تم ان مستورات کو ایک طرف کر دو تاکہ میں کریمہ کو دیکھ لوں۔ چوں کہ اس وقت ان مستورات کا وہاں سے اُٹھانا خلاف مصلحت تھا اس لئے میں نے اُن کے اور کریمہ کے درمیان پردہ لٹکا دیا، اس کے بعد وہ اس طرح ظاہر ہوئے کہ کریمہ اور میرے علاوہ انہیں اور کوئی نہیں دیکھ رہا تھا۔ کریمہ نے انہیں پہچان لیا اور کہا، عجیب بات ہے لوگ تو ان کو شہید کہتے ہیں حالانکہ یہ زندہ ہیں۔ فرمانے لگے ! بیٹی : اس بات کو چھوڑو، تم نے بیماری میں کافی تکلیف برداشت کی ہے ان شاء اللہ کل صبح کی اذان کے وقت تمہیں مکمل نجات مل جائے گی۔ یہ بات فرما کر اُٹھے اور دروازے کے راستے باہر نکلے۔ میں بھی اُن کے پیچھے روانہ ہوا۔ فرمایا، تم ٹھہرو، اور پھر غائب ہو گئے۔ دوسرے روز فجر کی اذان کے وقت کریمہ کی روح پرواز کر گئی اور اس نے ہر قسم کی تکلیف سے نجات حاصل کر لی، (انفاس العارفین)

اولیاء آنکھوں سے گناہ دُھلتے دیکھتے ہیں: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جب لوگوں کا آپ وضو دیکھتے تو بعینہ اُن گناہوں کو پہچان لیتے جو دُھل کر پانی کے ساتھ گرتے اور جُدا جُدا جان لیتے کہ یہ دُھوون گناہ کبیرہ کا ہے یا صغیرہ کا یا خلاف اولیٰ کا، بلا تفاوت اسی طرح جیسے اجسام کو کوئی مشاہدہ کرتا ہے۔ ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد کے حوض پر تشریف لے گئے، ایک جوان وضو کر رہا تھا، اُس کا پانی جو ٹپکا، امام نے اُس پر نظر فرمائی اور جوان سے فرمایا: اے میرے بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر، اُس نے فوراً عرض کی، میں اللہ عزوجل کی جناب میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک اور شخص کا دُھوون دیکھ کر فرمایا، شراب پینے سے اور آلات لہو و لعب سننے سے توبہ کر۔ وہ بھی اسی وقت تائب ہو گیا۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی خواص رضی اللہ عنہ گناہوں کے دُھوون جُدا جُدا پہچانتے کہ یہ حرام کا ہے یا مکروہ کا یا خلاف اولیٰ کا، ایک مرتبہ میں اُن کے ساتھ جامع ازہر کے حوض پر گیا، حضرت نے استنجاء کرنا چاہا مگر کچھ دیکھ کر لوٹ آئے۔ میں نے سبب پوچھا، فرمایا: ابھی اس میں کوئی کبیرہ گناہ دُھو گیا ہے اور میں نے اس شخص کو دیکھا تھا جو حضرت سے پہلے یہاں طہارت کر کے جا چکا تھا۔ میں اس کے پیچھے گیا اور اس سے بیان کیا کہ حضرت یوں فرماتے ہیں۔ اس نے کہا، واقعی حضرت نے سچ فرمایا، مجھ سے زنا واقع ہو گیا تھا، پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو گیا۔ (میران الشریعۃ الکبریٰ)

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ -

دل پہ وِلدار کی ہر وقت نظر رہتی ہے اُن کی سرکار میں کچھ بھی نہیں نیت کے سوا نگاہ مردِ مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں ہمارے دین کی حقانیت کے دونوں شاہد ہیں معین الدین اجیری محی الدین جیلانی

وَاجْزُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِیْنَ

مطبوعات شیخ الاسلام اکیڈمی

تا جدار اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس الحقتین علامہ سید محمد منی اشرفی جیلانی

۲۰/	عظمت مصطفیٰ ﷺ	۲۰/	محبت رسول شرط ایمان	۱۸/	رسول اکرم ﷺ کے تشریحی اختیارات
۲۰/	حقیقت نماز	۲۰/	النبی الامی ﷺ	۲۰/	اسلام کا نظریہ عبادت / تصور الہ
۲۰/	اتباع نبوی ﷺ	۲۰/	فعلیت رسول ﷺ	۵۵/	دین اور اقامت دین
۲۰/	تفسیر سورہ ودا لقصی	۲۰/	رحمت عالم ﷺ	۲۰/	تعظیم نسبت و تبرکات
۲۰/	معراج عبدیت	۱۵/	عرفان اولیاء	۲۰/	محبت اہلبیت رسول ﷺ
۲۰/	ایمان کامل	۲۰/	غیر اللہ سے مدد !	۲۰/	حقیقت نور محمدی ﷺ

عطاے غوث العالم امیر کشور خطابت غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

۳۰/	فلسفہ موت و حیات	۲۰/	شیعہ مذہب	۲۰/	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
۲۵/	فضائل درود و سلام	۲۰/	تا جدار رسالت ﷺ	۲۵/	الحاکم دین بند

خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

۵۰/	عورتوں کی نماز / صحیح طریقہ نماز	۱۵/	طریقہ فاتحہ	۲۵/	صحیح طریقہ غسل
۱۵/	جادو کا قرآنی علاج / آیات شفاء	۲۰/	احکام میت	۲۰/	مسائل امامت
۱۰/	صحابہ کرام اور شوق شہادت	۲۰/	قربانی اور حقیقت	۱۵/	نماز چتا زوہ کا طریقہ

ملک القریب علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

۱۰۰	شرح اسماء الحسنی باری تعالیٰ مزوہل	۱۰۰	حقیقت توحید	۱۰۰	سنن بیہقی زیور اشرفی
۲۵/	فضائل لا حول و لا قوۃ الا باللہ	۵۰/	حقیقت شرک	۵۰/	عورتوں کا حج و عمرہ
۳۰/	شیطان و سواس کا قرآنی علاج	۳۰/	اللہ تعالیٰ کی کبریائی	۳۰/	آیات حفاظت
۸/	استحارہ (مشکلات سے چھکارہ)	۸/	شان مصطفیٰ ﷺ	۸/	میاں بیوی کے چھڑوں کا توڑ
۸/	قوت حافظہ اور امتحان میں کامیابی	۲۵/	سنت و بدعت	۲۵/	گناہ اور عقاب الہی
۸/	ضدی اور نافرمان اولاد کا علاج	۸۰/	امہات المؤمنین	۳۵/	حضور ﷺ کی صاحبزادیاں
۱۰/	نورانی راتیں (نمازیں اور زعمائیں)	۸/	قرض سے چھکارہ	۱۵/	جماعت الہمد بیٹ کا فریب
۸/	شادی میں رکاوٹ اور اس کا علاج	۸/	نظریہ بد کا توڑ	۱۵/	الہمد بیٹ اور شیعہ مذہب
۱۵/	جماعت اسلامی اور شیعہ مذہب	۲۰/	توبہ و استغفار	۲۵/	جماعت الہمد بیٹ کا نیا دین
۱۵/	ویڈیو اور ڈی وی کا شرعی استعمال	۱۵/	اسلامی نام	۲۵/	مغفرت الہی بوسیۃ النبی ﷺ
۲۰/	تبلیغی جماعت کی ایکسرے رپورٹ	۲۰/	سید الانبیاء ﷺ	۲۵/	عبدیت مصطفیٰ ﷺ
۲۵/	شہادت و توحید و رسالت	۲۰/	برکات نام محمد ﷺ	۸/	آیات رزق

۱۰/	بنک انٹرنیٹ اور لائف انشورنس	۸/	گلدستہ درود	۳۵/	Durood Shareef
۱۵/	قرآن مجید کے غلط ترجموں کی نشاندہی	۱۵/	صحابہ کرام اور تعظیم رسول	۱۰/	تفسیرہ غوثیہ مع یا زوہ اسماء

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ پورہ۔ حیدرآباد (9848576230)